

ماہنامہ

فیصل آباد پاکستان

ملیہ

رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

بمطابق جولائی 2013ء

www.milliafsd.com

مدیر اعلیٰ و سرپرست

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

- **تسلسل** کلمۃ الحبیب — ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی
- **فضائل** رمضان المبارک
- **مسائل** رمضان المبارک
- **اعتکاف** رمضان المبارک
- **زکوٰۃ کے مسائل**
- تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں
- **خواتین کے صفحات** — خادمۃ القرآن
- **بچوں کے صفحات**

قطب الاقطاب حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرّہٗ

انوارِ مدینہ

اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہَیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

روشن رہیں دائم دَر و دیوارِ مدینہ
تا حشر رہے گرمئ بازارِ مدینہ

ہَے شہرِ نبیؐ آج بھی فردوس بَداماں
جاری ہَے وُہی موسمِ گُلبارِ مدینہ

پھِرتے ہَیں تصوّر میں وہ پُرکیف مناظر
تا حدِّ نظر ہَیں گُل و گُلزارِ مدینہ

جِس قلب میں یارانِ نبیؐ کی ہو عقیدت
کُھلتے ہَیں اُسی قلب پہ اَسرارِ مدینہ

مَعمُور صحابہؓ کی محبّت سے رہے گا
وہ سِینہ کہ ہَے مہبطِ انوارِ مدینہ

وہ آلِ محمّدؐ ہوں کہ اصحابِ محمّدؐ
ہَیں زینتِ دربارِ دُرِّ بارِ مدینہ

نِسبت نہیں شاہوں سے نفیسؔ اہلِ نظر کو
کافی ہَے اُنھیں نسبتِ سرکارِؐ مدینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ ملیہ فیصل آباد پاکستان

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے۔

رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ جلد نمبر 10

بمطابق

جولائی 2013ء شمارہ نمبر 8

فہرست مضامین

بیاد

حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ

خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ

بفیض

حضرت سید نفیس الحسینیؒ

رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ و سرپرست

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

مدیر

حماد الرحمٰن لدھیانوی

نائب مدیر

جواد الرحمٰن لدھیانوی

فی شمارہ 25 روپے　پاکستان میں سالانہ 300 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 45 امریکی ڈالر

رابطہ کے لیے

ماہنامہ ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ

محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد

041-8711569

0321-6611910

ناشر...... حبیب الرحمٰن لدھیانوی　مطبع: ظفر اینڈ فضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد

Decl No. 3483-85

کلمة الحبیب

تسلسل

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى:

فقیرِ شہر تو فاقے سے مرگیا غالبؔ
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کرلی

مرزا اسداللہ خان غالب نے شاید یہ شعر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی تباہی کے باعث کہا تھا۔ ہمارے ہاں تو ایسے حالات نہیں ہیں پھر یہ سب کچھ کیوں ہورہا ہے۔ ہمارے ہاں جب بھی انتخابات کا وقت آتا ہے تو ہر سیاسی پارٹی قوم کو یہی امید دلاتی ہے کہ اب کے جب ہم آئیں گے تو دودھ اور شہد کی نہریں بہادی جائیں گی۔ مگر انتخابات کے بعد حکومت میں آنے والی پارٹی وہیں سے شروع کرتی ہے جہاں تک پچھلی حکومت چھوڑ کر گئی ہوتی ہے۔ اگر تو پچھلی حکومت نے کچھ اچھے کام شروع کیے ہوتے ہیں تو ان کو فوراً یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے کہ ان منصوبوں میں کرپشن کا گمان ہوتا ہے، چنانچہ ان کی تحقیقات کی آڑ میں اپنے مفادات کا جائزہ لیا جاتا ہے، اگر تو کسی منصوبے میں اپنے مفادات نظر آتے ہیں تو اس سے اپنا منافع نکال کر اُسے عوامی مفاد کی دُم لگا کر جاری کردیا جاتا ہے۔

اور اگر اس میں کتنے بھی عوامی مفادات ہوں مگر چونکہ ان میں حکمرانوں کا مفاد نہیں ہوتا اس لئے اس کو عوام دشمن منصوبہ کہہ کر رد کردیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھوک و افلاس اس حد تک چلے گئے ہیں کہ لوگ اپنی عزتیں بیچنے پر لگ گئے ہیں۔ خودکشیاں اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو بیچ دینے کا کام تو عام ہوچکا ہے۔ یہ تو معاشرے کے وہ لوگ ہیں جن کو کم ہمت یا بزدل کہا جاتا ہے۔ وگرنہ اب تو تاوان کے لئے اغوا کرنا عام دھندہ بن چکا ہے، اس کے لئے گروہ پیدا ہوچکے ہیں، جن کو باقاعدہ

ہمارے قانون نافذ کرنے والے افراد کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔الیکٹرانک میڈیا پر اشتہارات کے ذریعہ لوگوں کو اعلیٰ قسم کی اشیاء کو خریدنے کے لئے ترغیب اس انداز سے دی جاتی ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اگر یہ چیز میں نہ خریدوں گا تو شاید میرے زندگی ادھوری رہ جائے گی۔

چنانچہ عام آدمی بھی اس کو حاصل کرنے کے لئے تمام حربے استعمال کرتا ہے۔کوئی رشوت کو اس کا ذریعہ بناتا ہے، تو کوئی اُدھار کی شکل میں قسطوں میں یہ اشیاء خریدتا ہے، اور اگر کسی سے اور کچھ نہ بن پڑے تو وہ چوری کرتا ہے، اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو سرراہ لوگوں کو لوٹتا ہے اس کے لئے وہ کسی کی جان لینے سے بھی باز نہیں آتا۔یہ کام ہر محلّہ، ہر گلی، ہر چوک میں ہو رہا ہے۔قانون نافذ کرنے والے عاجز آ چکے ہیں۔یہ مسائل دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔شریف اور امن پسند غریب تو فاقے کرتے کرتے بے نام مر جاتا ہے، اور شریف قسم کا امیر اپنے جان و مال کے تحفظ میں ناکامی پر خود کشی کرنے پر مجبور ہے۔

آجکل ہمارے ہاں ٹیکس لگانے اور تنخواہیں بڑھانے کا شور مچا ہوا ہے۔سوال یہ ہے کہ ایسے رشوت خور ٹیکس افسران کی موجودگی میں کون شخص ٹیکس دیگا جب ٹیکس وصول کرنے والا افسر اپنی فیس بتا کر ٹیکس دہندہ کو ایسے طریقے بتلائے گا جس سے قوم کے خزانے میں کم سے کم اور اُس افسر کی جیب میں زیادہ سے زیادہ رقم چلی جائے۔اور جو لوگ سرکاری ملازمت کی بنیاد پر کلرک سے لے کر مرکز کے چیف سیکرٹری تک تنخواہیں بڑھانے کا شور مچا رہے ہیں وہ اپنے اپنے دفتروں میں بیٹھ کا کونسا کام سرانجام دیتے ہیں۔کن لوگوں کے کام وہ وقت پر کرتے ہیں۔عدالتوں، کچہریوں اور کلرکوں کے دفاتر میں کتنے لوگ وقت پر دفتر آتے ہیں اور کتنے لوگوں کی سنی جاتی ہے۔

یہ لوگ تمام کے تمام اس انتظار میں بیٹھتے ہیں کہ کب کوئی پارٹی آئے اور ان کی جیب گرم کرے تاکہ اس کا کام کر دیا جائے۔جس شخص کا کام غلط ہوتا ہے اس سے رشوت لے کر فوراً صحیح کر دیا جاتا ہے۔اور جس کا کام صحیح ہوتا ہے اس کے چکر پہ چکر لگائے جاتے ہیں، مقصد یہ ہوتا ہے کہ کام تو اس کا صحیح ہے مگر مفت میں کیوں کریں۔اس لئے اس کو ان چکروں سے مجبور کیا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ نذرانہ دیدے۔اور اگر ایسے کام نہ چلے تو درمیان میں دلّال چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو کہ دونوں میں معاملہ کروا کر اپنی فیس کھری کر لیتے ہیں۔اور پھر بھی وہ شخص نذرانہ دینے پر راضی نہ ہو اور کسی بڑے افسر کے

پاس اس بات کی شکایت کر دے، تو یہ لوگ اس کا معاملہ اعلیٰ افسر کے سامنے اتنا گھمبیر بنا کر پیش کرتے ہیں کہ وہ افسر بھی سٹپٹا جاتا ہے۔ وہ افسر اس کا کام کرنا بھی چاہے تو کلرک بادشاہ کی ڈالی گئی گرہوں کو نہیں کھول سکتا، وہ شریف افسر ڈرتا ہے کہ کہیں مجھ سے غیر قانونی مدد نہ ہو جائے۔ یہ کوئی سُنی سنائی باتیں نہیں بلکہ ہمارا تجربہ ہے، جس کو ہم پینسٹھ سال سے بھگت رہے ہیں۔ تو ایسے سرکاری ملازم اپنی تنخواہوں کو بڑھانے کے لئے احتجاج کرتے رہتے ہیں۔

ان کے احتجاج کا مقصد قوم یا ملک کی بھلائی نہیں بلکہ اپنے مفادات کو پورا کرنا ہے۔ ایک دفع مجھے ایک کام کے لئے سرکاری دفتر جانا پڑا تو میں نے دیکھا کہ تمام کلرک قلم چھوڑ ہڑتال پر ہیں، سب بیٹھے گپّیں مار رہے ہیں۔ میں نے ان سے اپنے کام کے لئے عرض کی تو انہوں نے کہا کہ مولوی جی آج ہم ہڑتال پر ہیں کوئی کام نہیں ہوگا، میں نے کہا کہ میں بہت دور سے آیا ہوں، گھر واپس جاؤں گا اور پھر دوبارہ یہاں آؤں گا، اس میں، میرا وقت اور رقم بھی برباد ہوگی، اور پریشانی علیحدہ ہوگی، آپ کو میری پریشانی کا تو خیال کرنا چاہیے۔ تو کلرک بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگوں کی پریشانی ہی سے ہمارا مسئلہ حل ہوگا، اگر آپ لوگ پریشان نہیں ہونگے تو ہماری کون سنے گا۔ تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا مقصد ہڑتال کر کے قوم کو پریشان کرنا مقصود ہے، ورنہ ان کی ہرتال کا حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اور سنئے! ایک دفع میں کسی کام کے لئے ایک دفتر میں گیا تو معلوم ہوا کہ رشوت کے علاوہ کام نہیں ہوسکتا، میں نے ان صاحب سے کہا کہ رشوت حرام ہے، اس پر اس نے ببانگ دُھل کہا ''مجھ سے زیادہ حرامی کون ہوگا، مجھے حرام کا پیسہ ہضم ہو جائیگا''۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہو تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ۔

تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کرنے والوں کے متعلق چھان بین کی جائے کہ ان کے پاس جو کوٹھیاں، بنگلے اور کاریں ہیں یہ کہاں سے آئی ہیں، ان سے پوچھا جائے کہ تمہارے بچے جو انگلش میڈیم مہنگے سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم ہیں ان کے اخراجات کہاں سے پورے کئے جاتے ہیں، جن کے بچے بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں وہ کس کے وظیفہ پر گئے ہیں۔

ائرپورٹوں پر جو صورت حال ہے وہ بھی ایک علیحدہ دنیا ہے۔ بیرون ملک میں جو لوگ محنت مزدوری کر کے یا کاروبار کر کے اپنے ملک میں زرِ مبادلہ بھیجتے ہیں ان کے ساتھ ائرپورٹوں پر کیا سلوک کیا جاتا ہے، کسٹم حکام تو جو کرتے ہیں وہ ایک الگ داستان ہے، وہاں پر ٹرالی والوں کے ذریعہ مسافروں کو جس طرح تنگ کیا جاتا ہے وہ بھی ایک الگ دلخراش داستان ہے۔ ٹرالی والے بظاہر مزدور دکھائی دیتے ہیں جبکہ دیکھا جائے تو یہ ایک بڑا مافیا ہے، جس کا تعلق راشی کسٹم آفیسر، پولیس اور ڈاکوؤں سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا سامان ٹرالی والوں کے بجائے خود لے کر نکلتا ہے تو اس کے سامان کا حجم دیکھ کر ناکے پر لگی ہوئی پولیس گارد یا راستے کے ڈاکوؤں کو اس کی گاڑی کا نمبر بتا دیا جاتا ہے۔ پھر وہ بے چارہ مسافر جانے پولیس کارد جانے یا ڈاکو جانے۔

ہمارے ہاں جو حالات ہیں ان کا تعلق ہماری ہی اپنی ترجیحات سے ہے۔ ہمارے ملک میں نئے انتخابات ہونے کے بعد ملک کی وہی حالت ہے جو کہ اس سے پہلے تھی۔ یعنی انہی حالات کا تسلسل ہے جو کہ ملک کے قائم ہونے کے وقت تھے۔ کیونکہ ہمیں جو آزادی دی گئی تھی وہ بشرطِ غلامی دی گئی تھی۔ ہمیں یہ کہہ کر آزاد کیا گیا تھا کہ تم اپنے ملک میں جو بھی چاہو کرو گے اس کے لئے ہماری اجازت ضروری ہوگی۔ میں اپنے کالموں میں اتنی باران شرائطِ غلامی کا تذکرہ کر چکا ہوں کہ اب ان کو دوہرانا وقت ضائع کرنے کی مترادف ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی غلامی کی ایک ہی مثال کافی ہے کہ اپنے ملک کے عیسائی فرد سے ہاتھ ملانا اپنی توہین سمجھتے ہیں، ان کو چوہڑہ کہہ کر اپنے سے دور رکھتے ہیں، ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا اپنی توہین سمجھتے ہیں، مگر جب ہمارے سامنے کوئی غیر ملکی عیسائی آجائے تو ہم اس کے سامنے بچھے چلے جاتے ہیں، ان سے فدویانہ درخواستیں کرتے ہیں۔

ہمارے ملک کی جو بھی پارٹی برسر اقتدار آتی ہے وہ ہنی مون منانے کے لئے آتی ہے۔ کوئی بھی پارٹی برسر اقتدار آنے سے پہلے اپنی تیاری کر کے نہیں آتی کہ عوام کی جو ضرورتیں ہیں ان کو کیسے مہیا کی جاسکتی ہیں۔ دوسرے ممالک میں برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی نہ صرف ایسے منصوبے بنا لئے جاتے ہیں بلکہ ایسے افراد بھی چُن لئے جاتے ہیں جو کہ اپنے اپنے شعبے میں ماہر ہوتے ہیں جن کی وجہ سے پارٹی کے برسر اقتدار میں آنے کے بعد جتنی بھی جلد ہو سکے مشکلات سے نمٹا جاسکے۔ مگر ہمارے

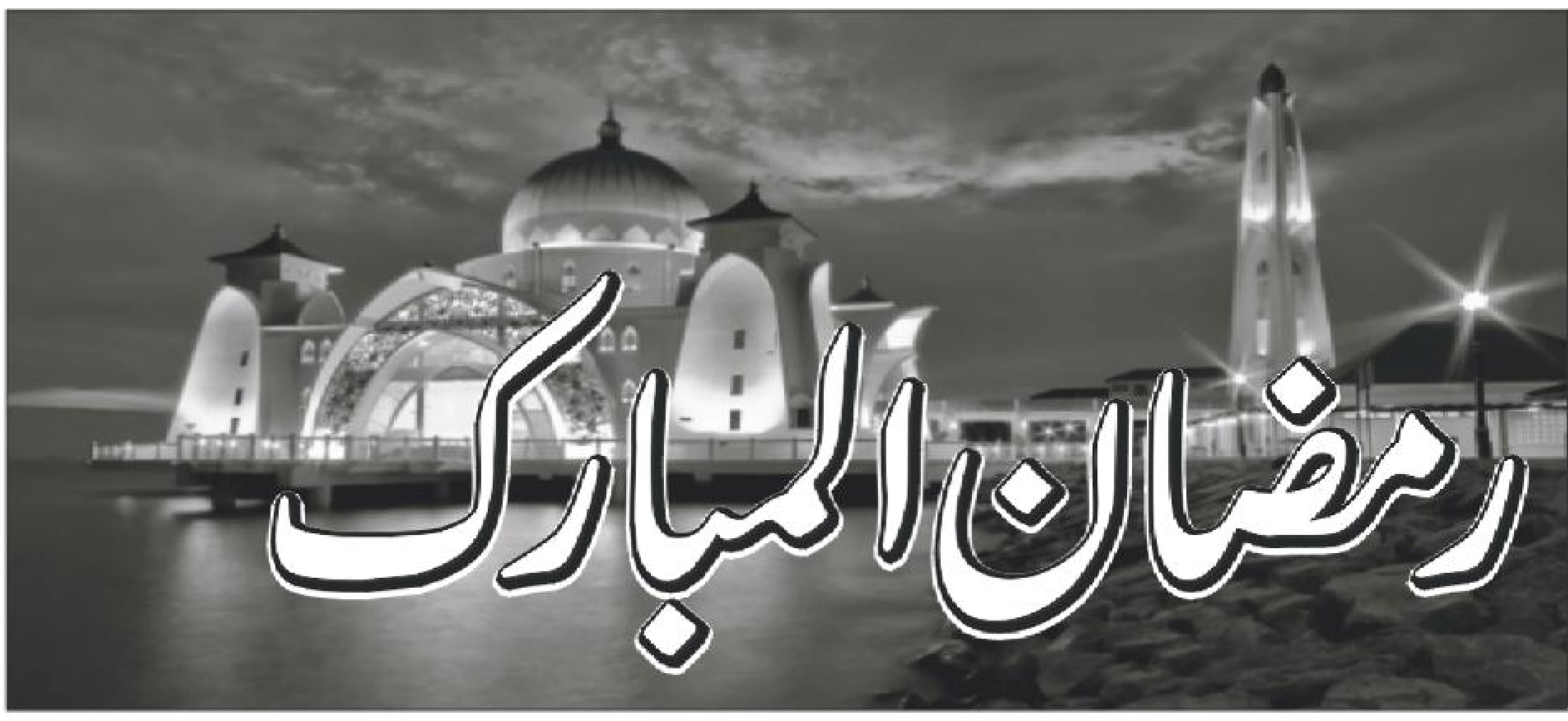
ہاں ہوتا یہ ہے کہ انہی پرانے سرکاری ملازموں کے بنائے گئے منصوبوں کو آگے بڑھایا جاتا ہے جو کہ نسل در نسل پینسٹھ سال سے اس ملک پر قابض چلے آ رہے ہیں۔ یہ طبقہ وہ ہے جو کہ انگریز نے جاتے ہوئے ملک چلانے کے لئے ہمیں ورثہ میں دیا۔ وہی کمشنر، ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر، تحصیل دار، پٹواری۔ انسپکٹر جنرل پولیس سے لے کر حوالدار تک۔ چیف سیکرٹری سے لے کر کلرک تک۔ ایک ہی مافیا ہمیں ورثہ میں دیا گیا۔ ہم نے آج تک انہی سے کام چلایا۔ ان سب میں اکثریت ان ہی لوگوں کی ہے جو کہ نسل در نسل چلے آ رہے ہیں۔

اس الیکشن میں ایک اور چیز جو سب سے زیادہ کُھل کر سامنے آئی ہے وہ یہ کہ ہمارا ملک اس وقت ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے حالات سے بھی آگے نکل چکا ہے۔ اُس وقت صرف مشرقی پاکستان میں لسانی عصبیت کی بنیاد پر صرف ایک پارٹی عوامی لیگ نے شیخ مجیب الرحمٰن کی قیادت میں علیحدگی کی تحریک چلائی تھی، اور پاکستان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ جبکہ مغربی پاکستان میں یہ عصبیت نہیں پائی جاتی تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ایک سندھی لیڈر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی قیادت میں چاروں صوبوں میں الیکشن میں نشستیں حاصل کی تھیں۔ اسی طرح اور بھی کئی سیاسی جماعتوں نے مختلف صوبوں سے نشستیں حاصل کی تھیں، چاہے محدود تعدا میں ہی کیوں نہ تھیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے سندھی ہونے کے باوجود پنجاب میں اکثریتی ووٹ حاصل کئے۔ گویا کہ مغربی پاکستان میں صوبائی عصبیت نہ تھی۔ مگر گیارہ مئی کے حالیہ الیکشن میں نسلی، لسانی، علاقائی اور صوبائی عصبیت کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ ہمارے ملک کے چاروں صوبوں میں چار الگ الگ پارٹیوں کی حکومت ہے۔ پنجاب میں مسلم لیگ کی پنجابی قیادت، سندھ میں سندھی قیادت، خیبر پختون خواہ میں نیازی پٹھان کے ناتے پشتون قیادت، اور بلوچستان میں بلوچی اور پشتون مشترکہ قیادت نے حکومتیں بنائیں۔ مرکز میں پنجاب کی قیادت اس لئے آئی کہ پنجاب میں مرکز کی نشستیں زیادہ ہیں۔ اسی لئے پنجاب کو تقسیم کرنے کی باتیں ہوتی رہتی ہیں تاکہ پنجاب کو بھی لسانی عصبیت کا شکار کر کے اس کو بھی تقسیم کر دیا جائے۔

گزشتہ شمارے میں عمران خان کی بارے میں ''باری لگ گئی'' کے عنوان سے لکھا گیا تھا تو

اس پر ای میل اور فون کے ذریعہ کئی حضرات نے غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ جن میں عمران خان کی ذات کو ہر قسم کی کرپشن اور بے ایمانی سے مُبرّا قرار دیا گیا ہے۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جو لوگ ۷۰۔۸۰ کی دہائی کے عمران خان کو جانتے ہیں ان کو سمجھانا اس لئے مشکل نہیں کہ ان کے سامنے پاکستان اور ہندوستان کی وہ کرکٹ سیریز یاد ہوگی، جب ۱۹۸۰ء میں پاکستان کی ٹیم آصف اقبال کی کپتانی میں ہندوستان گئی تھی تو اس پوری سیریز میں عمران خان کا پٹھا چڑھا رہا، اور پوری سیریز میں وہ بالنگ نہ کرا سکے، جس پر اس دور میں بڑی لے دے ہوئی تھی، اور عمران خان کے پٹھے کی مالش کے لئے ہندوستان کہ مشہور ایکٹرسیں پیش پیش تھیں، جن میں نمایاں نام ہندوستان کی مشہور ایکٹریس زینت امان کا ہوا کرتا تھا۔ پھر اس کے بعد ''پلے بوائے'' کے نام سے موصوف کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ پھر سیتا وائٹ کی کہانی سامنے آ گئی، جس سے موصوف کی محبت کی یادگار کے طور پر ایک بیٹی بھی ہے۔ پھر پورے پاکستان میں ان کو شادی کے لئے کوئی پاکستانی لڑکی نہ مل سکی، اور مجبوراً بے چارے کو ایک ارب پتی یہودی کی بیٹی جمائما نامی سے نکاح کرنا پڑا۔ اور جمائما کو مسلمان ظاہر کر کے عمرے کے لئے بیت اللہ لے گئے۔ مگر بعد میں وہی لڑکی مرتد ہوگئی اور عمران خان کو چھوڑ کر اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ چلی گئی۔ اور اپنے دو بچوں کا نام عیسیٰ اور سلیمان یہودیوں اور عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے رکھا۔ اور ان دونوں بچوں کی تربیت اب یہویوں اور عیسائیوں کی سرپرستی میں ہو رہی ہے۔ اگر ایسے ہی کرپشن سے پاک اور بُرائیوں سے مُبرّا شخص کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور دینی ہے تو پھر اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔

گزشتہ دنوں میں غیر ملکی سفر پر تھا، وہاں ایک صاحب نے بڑی خوبصورت بات کہی، اس نے کہا کہ دنیا میں تجربہ ہے کہ کسی چیز کو بنانے میں وقت لگتا ہے، کئی کئی مہینے، کئی کئی سال لگ جاتے ہیں، مگر اس کو تباہ کرنے میں زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا، کچھ ہی عرصہ چاہیے۔ بلکہ آجکل کے دور میں تو چند سیکنڈ ہی کافی ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک کی شان یہ ہے کہ پینسٹھ سال اس کو بنانے پر نہیں بلکہ تباہ کرنے پر ہی لگائے گئے ہیں، اور اب تک بھی یہی سلسلہ جاری ہے، تو یہ ٹھیک کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک کو تباہ کرنے کا کام تسلسل سے جاری ہے۔ پہلے جو لوگ جتنا تباہ کر چکے ان کی ذمہ داری اتنی ہی تھی، اور اب مزید تباہی کا مرحلہ آگے آ رہا ہے دیکھیے کہاں تک پہنچتے ہیں۔



فضائل رمضان المبارک

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْن و فی رِوَایَةٍ فُتِحَتْ ابوابُ الرَّحْمَةِ۔ متفقٌ علیه۔

ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بہشت کے دوراز ے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطان قید کئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

آسمان کے دوازے کھولے جاتے ہیں سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالی کی رحمت متواتر نازل ہوتی ہے۔ اور بندوں کے اچھے اعمال بلا کسی روکاوٹ کے چڑھتے ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور جنت کے دوازے کھولے جانے سے یہ مراد ہے کہ اچھے کاموں کی توفیق ہوتی ہے۔ جو دخولِ جنت کا باعث ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ روزہ دار ایسے کاموں سے بچا رہتا ہے جو دخول دوزخ کا باعث ہیں۔ اور شیاطین کے قید کئے جانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ روزہ کی برکت سے شیطانوں کے بہکانے اور وسوسے ڈالنے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ روزہ دار کی قوت حیوانیہ بوجہ روزہ کے کم ہو جاتی ہے جو گناہوں کی بنیاد ہے۔ اور قوت عقلیہ ملکیہ جو اطاعت کی بنیاد ہے مضبوط ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ رمضان شریف میں لوگوں میں گناہوں کے کم ہونے اور اطاعت کے زیادہ ہو جانے سے واضح ہے۔

(۲) وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمْ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَبٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمّٰى الرَّيَّانَ لَا يَدْ خُلُه اِلَّا الصَّائِمُوْنَ: متفقٌ عليه۔

سہل ابنِ سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ کا نام ریان ہے جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ریان کے معنی سیراب کرنے کے ہیں جو روزہ دار اس میں داخل ہوگا اسے ایسی پاک شراب پلائی جائے گی کہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ جو دنیا میں روزہ کی پیاس کا بدلہ ہوگا۔

(۳) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم كُلُّ عَمَلِ ابْنِ ادَمَ يُضَاعَفُ حَسَنَةً بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اَلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَته وَطَعَامه مِنْ اَجْلِي۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَة عِنْدَ فِطره وَفَرْحَة عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّه وَلَخُلوفُ فمِ الصَّائم اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ المِسك وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاذا كَانَ يَوْمٌ صَوْمِ اَحدِكُم فَلَا يَرْفُثُ وَلَا يَصْحَبَ فَاِنْ مسابَّه اَحداوقا تله فَلْيَقُلْ اِنِّي اِمْرُءٌ صَائِمٌ متفق عليه۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے ہر نیک عمل کا ثواب ایک سے لے کر دس اور سات سو تک دیا جاتا ہے۔ مگر روزہ جو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے ہی لئے ہے اس کی جزا میں ہی خود دوں گا۔ یعنی اس کی جزا میں ہی جانتا ہوں۔ کیونکہ روزہ دار اپنی تمام خواہشات اور کھانا پینا خالص میرے ہی لئے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسری پروردگار عالم کی ملاقات کے وقت جو روزے کے اجر و ثواب کی وجہ سے اس کو حاصل ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو خدا کو مُشک اور کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔ لیکن جو بو معدہ کے خُلوّ سے پیدا ہوتی ہے اس کا ازالہ مسواک وغیرہ سے ضروری ہے۔ البتہ جس بُو کو خدا پسند کرتا ہے اور وہ روزہ دار ہی کے منہ سے پیدا ہوتی ہے اس کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے جس کی وجہ سے دنیا میں روزہ دار شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے۔ روزوں کے دنوں میں فحش اور بیہودہ باتیں کرنا قطعاً ناجائز ہیں۔ اور اگر کوئی روزہ دار کو بُرا کہے یا اس سے لڑنے کا ارادہ کرے بس اسے یہ کہہ کر الگ ہو جانا چاہئے کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔ (متفق علیہ)



رمضان المبارک کے متعلق ضروری احکام

روزے میں نیت شرط ہے جس کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں۔ اگر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک پہلے نصف حصہ میں جو آج کل تقریباً گیارہ بجے تک ہے۔ اگر روزہ کا ارادہ نہیں کیا اور دن بھر کچھ کھایا پیا بھی نہیں تو اس کا روزہ نہ ہوگا۔ زبان سے نیت کوئی ضروری نہیں ہے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کے بعد دوسرے دن کے روزہ کی نیت اس طرح کرلیا کرے ﴿بِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ﴾ ''رمضان کے مہینہ میں کل کے دن کے روزہ کی نیت کرتا ہوں'' نیت کرنے کے بعد صبح صادق تک ہر وقت کھا پی سکتا ہے کوئی ممانعت نہیں اور دوبارہ نیت کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھانا پینا، بلا اختیار حلق میں گرد وغبار یا مکھی یا مچھر وغیرہ کا چلا جانا۔ آٹا پیسنے والے تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں آٹا وغیرہ چلا جانا، کان میں پانی چلا جانا، خود بخود قے کا آجانا، خواب میں غسل کی حاجت ہو جانا، قے آکر خود بخود لوٹ جانا، آنکھ میں دوا ڈالنا، خوشبو سونگھنا، بلغم نگل جانا، قصداً منہ بھر سے کم قے کرنا۔ ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور کچھ خلل بھی نہیں آتا۔ اگر مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکل آئے مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے غسل کرنے کی ضرورت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کرسکا تو روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن دن بھر غسل نہ کرنا ہر وقت ناپاک رہنا اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے سخت گناہ ہے۔ اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی رہا ہے اور قوی وتندرست ہے اسے یاد دلا دینا ضروری ہے۔ اگر کمزور اور ناتواں ہے تو اسے نہ یاد دلانا جائز ہے۔

روزہ کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھے

جائیں، ورنہ ساٹھ مسکینوں کو دووقت کھانا کھلایا جائے۔

روزہ کے مکروہات

بلاضرورت کسی چیز کا چبانا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا۔ تمام دن ناپاک رہنا جو کہ روزہ مکروہ ہونے کے علاوہ سخت گناہ بھی ہے۔ فصد کرانا۔ سنگی لگوانا، غیبت کرنا، کسی کی برائی کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا، یہ سب باتیں روزہ کو مکروہ کر دیتی ہیں۔ اگر نوکر کو اپنے آقا کا اور عورت کو اپنے خاوند کے غصے کا ڈر ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔ جن باتوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے ان سے روزہ کا ثواب بھی کم ہو جاتا ہے۔ مسواک کرنا۔ سر یا مونچھوں وغیرہ پر تیل لگانا، آنکھ میں دوا ڈالنا، سرمہ لگانا اگرچہ اس کا اثر حلق میں یا تھوک میں آ جائے، خوشبو سونگھنا، ان میں سے کوئی چیز بھی مکروہ نہیں۔

روزہ جن باتوں سے قضا کرنا واجب ہے

کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا، ارادے سے منہ بھر کر قے کرنا، منہ بھر قے آئی تھی اسے نگل جانا کُلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزہ کو توڑنے والی ہیں۔ مگر صرف قضا آئے گی کفارہ واجب نہیں۔ اس طرح کنکر یا لوہا یا تانبا یا لکڑی وغیرہ نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور صرف قضا واجب ہوگی۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی یا دن باقی تھا غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے۔ روزہ افطار کر دیا تو دونوں صورتوں میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔
جان بوجھ کر کھانا پینا روزہ کو توڑ دیتا ہے۔ قضا بھی آئے گی اور کفارہ بھی، کفارہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اگر کسی مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا مرض میں اضافہ کا خطرہ ہو یا حاملہ کو اپنے بچے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ یا اپنے یا غیر کے بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے نقصان ہو تو ان سب صورتوں میں روزہ قضا کر لینا جائز ہے۔ کسی شخص کا ارادہ چھتیس کوس یعنی انگریزی اڑتالیس میل جانے کا ہے وہ شہری حدود سے جس میں اس کے متعلقات بھی شامل ہیں جیسے اسٹیشن وغیرہ، باہر ہو جانے پر شرعاً مسافر قرار دیا جائے گا۔ ایسے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

خواہ یہ سفر پیدا ہو یا بیل گاڑی سے یا گھوڑے تانگے سے ہو یا ریل کار سے یا ہوائی جہاز سے۔ ہر حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ واپس آ کر فوراً قضا کرے۔ اگر کوئی مسافر دوپہر یعنی نصف یوم شرعی سے پہلے پہنچ گیا جو صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے اور ابھی اس نے کچھ کھایا پیا بھی نہیں اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔ بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ اگر آئندہ زندگی میں کسی وقت روزہ رکھنے کی طاقت آ جائے تو قضا واجب ہوگی۔ لیکن اس وقت فدیہ دے کر بری الذمہ ہو سکتا ہے۔ جو روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم یا دو وقت کا کھانا یا اس کی قیمت کا ادا کرنا ضروری ہے۔ عورت کو ایام ماہواری اور ایام نفاس بچہ پیدا ہونے کے بعد جب تک خون آئے جس کی آخری مدت ایام ماہواری میں دس یوم ہے اور نفاس میں چالیس یوم ہے روزہ نہ رکھے۔ اس کے بعد رمضان ختم ہونے پر ان روزوں کو قضا کرے۔ ان پر نماز کی قضا واجب نہیں ان کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن رمضان شریف اور روزہ کا احترام ہر حالت میں ضروری ہے عام لوگوں کے سامنے کھاتے پھرنا رمضان اور غیر رمضان میں فرق نہ کرنا فسق کا ارتکاب ہے جس کا انسداد ضروری ہے۔

روزہ توڑنے کی اجازت

فرض روزہ کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے بغیر توڑنے کی اجازت نہیں ہے البتہ اگر ایسا بیمار ہو گیا ہے کہ روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے۔ یا مرض کے بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے۔ یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا، ایسے حالات میں روزہ توڑنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ کسی عذر کی وجہ سے جو روزے قضا ہو گئے ہوں انہیں جلد ادا کرنا چاہیے۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ورنہ فرض ذمہ رہ جائے گا مثلاً بیمار کو صحت کے بعد، مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کرنا چاہیے۔

قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ لگاتار رکھے یا جدا جدا متفرق۔ اگر قضا رکھنے کا وقت پانے کے باوجود قضا نہیں رکھ سکا اور مر گیا تو اس کے وارث اگر ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کر دیں گے تو اس کی ادائیگی ہو جائے گی۔ اگر اس نے مال چھوڑا ہے اور ورثاء کو روزہ کا فدیہ دینے کی وصیت کر دی ہے تو فدیہ دینا اس کے مال سے واجب ہوگا۔ ورنہ گنہگار ہوں گے۔

سحری کھانے کا بیان

روزے کے لئے سحری کھانا سنت ہے اور باعثِ برکت اور ثواب ہے۔ اور اہلِ کتاب اور مسلمانوں میں ایک امتیاز ہے۔ وہ سحری نہیں کھاتے۔ مسلمان کھاتے ہیں۔ سحری صبح صادق سے پہلے ایک کھجور اور ایک گھونٹ پانی پینے سے بھی ہو جاتی ہے۔ اور ثواب مل جاتا ہے اگر غالب گمان یہ ہو کہ جب میں نے سحری کھائی تھی تو صبح ہو چکی تھی تو شام تک کچھ نہ کھائے لیکن اس روزہ کی قضا واجب ہو گی۔ اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق ہونے سے پہلے اذان دے دی یا سحری ختم کرنے کا گولا چلا دیا حالانکہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ تو کسی قسم کے شُبہ کے بغیر صبح صادق تک سحری کھا سکتا ہے۔ اس کے روزے میں کوئی خلل نہ آئے گا۔

روزہ افطار کرنے کا بیان

آفتاب غروب ہونے کے بعد افطاری میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ اور سحری دیر سے کھانی چاہیے۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا بہتر اور مسنون ہے اور باعث ثواب ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پانی بہتر ہے۔ یا کوئی بھی پھل ہو وہ ان کے علاوہ اور چیزوں سے بہتر ہے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی چاول یا کوئی مٹھائی وغیرہ سے افطار کرنے میں ہرگز کراہت نہیں اور نہ روزے میں کوئی خلل آتا ہے۔ اور نہ روزے کا ثواب کم ہوتا ہے۔ افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھے ﴿اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ﴾ اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ﴿ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَ جْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ﴾

تعداد تراویح کے متعلق علماءِ اہلسنت کا فیصلہ

عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس ۲۰ رکعت تراویح با جماعت مسنون ہے۔ بعض لوگ جو بارہ اور آٹھ بتلاتے ہیں درست نہیں۔ ایسے حافظ سے جو بلا معاوضہ سنائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہیے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا جس سے مقتدیوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیے۔ جس شخص کی کچھ تراویح رہ گئی ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ کر ان کو پورا کر لے۔

فرض نماز اس نے امام کے ساتھ پڑھی ہو خواہ اکیلے۔ جو امام معاوضہ کی طمع میں قرآن کریم سناتا ہے اس سے وہ اچھا ہے جو بلا معاوضہ سورتوں سے تراویح پڑھا دے۔ اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا اور نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حرف کٹ جائیں سخت گناہ ہے۔ نابالغ کو جس کی عمر پندرہ سال سے کم ہو امام بنانا جائز نہیں۔ ہدایہ وغیرہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔ (از تحریر علماء دیوبند)

رؤیتِ ہلال

اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید دونوں میں بہت سے لوگوں کا چاند دیکھنا معتبر ہوگا ورنہ رمضان کے چاند میں صرف ایک معتبر آدمی مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ فاسق نہ ہو اور عید کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بشرطیکہ فاسق نہ ہوں معتبر ہوں گے۔

نمازِ عید کی ترکیب

عید الفطر کی نیت کر کے پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھے دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر میں پھر ہاتھ باندھ لئے جائیں۔ امام فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔ پھر امام ایک رکوع اور دو سجدے کرے۔ مقتدی بھی امام کی متابعت میں ایسا ہی کریں۔ دوسری رکعت میں امام کے فاتحہ اور سورۃ کے بعد امام اور مقتدی تین بار تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے رہیں اور چوتھی تکبیر پر سب رکوع کریں۔ اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔

نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں جس طرح یہ نماز واجب ہے۔ اسی طرح خاموشی سے خطبہ کا سننا بھی واجب ہے۔ نماز سے پہلے کسی میٹھی چیز کا کھانا مسنون اور مستحب ہے۔ جو شخص پہلی رکعت کے رکوع میں آ کر ملے اسے پہلی تکبیریں رکوع میں کہہ لینی چاہئیں۔ چونکہ عید میں جماعت شرط ہے۔ اس لئے اگر نماز نہیں پڑھی تو اس کی تنہا قضاء نہیں ہے۔ کسی اور جگہ نماز میں شریک ہو سکتا ہے۔



رمضان المبارک کی خصوصیت اعتکاف ہے

نبی کریم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے جس کا یہ طریقہ ہے کہ اعتکاف کی نیت سے بیس ۲۰ رمضان کو عصر کی نماز کے بعد آفتاب غروب ہونے سے پہلے ایسی مسجد میں جس میں نماز باجماعت ادا کی جاتی ہو داخل ہو جائے اور عید کا چاند ہو جانے پر مسجد سے باہر آئے۔ نبی کریم ﷺ نے آخری سال بیس ۲۰ دن کا بھی اعتکاف فرمایا ہے۔ اصلی مسنون اعتکاف تو آخری عشرہ رمضان شریف ہی کا ہے۔ ویسے جو شخص جب بھی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہوگا۔ جتنی دیر مسجد میں رہے گا اتنی دیر کے اعتکاف کا اجر اس کو مل جائے گا۔ اسی میں آخری عشرہ سے کم دنوں کے اعتکاف بھی آجاتے ہیں۔ جتنے دن کا اعتکاف کریگا اتنے ہی دن کے ثواب کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ عورت اگر اعتکاف کرے تو اسے اپنے گھر میں ایک جگہ متعین کر کے اعتکاف کی نیت سے اس میں داخل ہو جانا چاہیے، اور جتنے دن کے ارادہ سے بیٹھے گی اتنے ہی دن کا اسے ثواب مل جائے گا۔ معتکف اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے مسجد سے اور عورت اپنی متعین جگہ سے باہر آسکتی ہے۔ جیسے پیشاب، پاخانہ، اور کھانا پینا وغیرہ۔

جہاں ارحم الراحمین خالقِ کائنات نے رُہبانیت یعنی جنگلوں، صحراؤں، پہاڑوں کی چوٹیوں اور غاروں میں دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر بے پناہ مصائب و تکالیف برداشت کر کے خدا کا وصال حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے جو کہ عیسائی مذہب کے عابدوں، زاہدوں اور راہبوں کا طریق تھا جیسا کہ ارشاد الٰہی

''وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ'' ﴿دنیا سے الگ ہو کر پہاڑوں اور صحراؤں میں عبادت کرنے کا طریقہ لوگوں نے خود ایجاد کیا ہے۔ ہم نے ان پر یہ فرض نہیں کیا تھا﴾ سے ظاہر ہے۔ وہاں

اس کی ایک اصلاح یافتہ صورت کی اجازت بھی مرحمت فرمادی ہے۔ اسی کا نام اعتکاف ہے۔ کیونکہ ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہے کہ وہ گوشۂ تنہائی میں پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے پروردگار سے سرگوشی میں مصروف رہے اور اس کے حضور انتہائی خشوع وخضوع اور انکساری وعاجزی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ اور آئندہ کے لئے از سرِ نو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا عہد وپیمان باندھے۔ اللہ تعالی نے انسان کی اس فطری خواہش کو پورا کرنے کے لئے اعتکاف کو سُنت قرار دیکر احسن طریق پر اس خواہش کو پورا فرمادیا۔ یوں تو ہر عبادت میں ﴿اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ﴾ ''خدا کی عبادت ایسے کر گویا کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے'' ﴿فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ﴾ ''پھر اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو اس کا ایمان رکھ کہ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے'' کا منظر سامنے رہنا چاہیے، لیکن اعتکاف کی حالت اس منظر میں مزید اضافہ کا باعث ہو جاتی ہے۔

اعتکاف میں خاموش رہنا ضروری نہیں البتہ خلافِ شریعت باتوں سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر بلاضرورت اپنی جگہ یعنی مسجد سے باہر جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ یہی حکم عوت کے لئے ہے کہ بلاضرورت اپنی مقررہ جگہ سے باہر نہ جائے۔

اعتکاف کے باقی مسائل

اعتکاف رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں سنت ہے۔ اگر تمام بستی یا محلّہ میں کوئی بھی نہ کرے تو ترکِ سنت کا وبال سب پر رہتا ہے۔ اعتکاف یہ ہے کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور ضروری حاجت اور غسل اور وضو وغیرہ کے بغیر مسجد سے باہر نہ آنا۔ بالکل خاموش رہنا بھی ضروری نہیں۔ البتہ لغو اور بیہودہ باتوں سے باز رہنا ضروری ہے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو۔ اگر اس میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو جمعہ کے دن جمعہ کی اذان کے بعد جامع مسجد جمعہ کی نماز کے لئے جاسکتا ہے۔ لیکن جمعہ سے فراغت کے بعد فوراً بعد اپنی جگہ آنا ضروری ہے۔ اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور عید کا چاند ہو جانے پر مسجد سے باہر آئے۔ جب بھی مسجد میں داخل ہو اور اعتکاف کی نیت کرے جب تک مسجد میں رہے گا اتنا ثواب اسے مل جائے گا۔ اسی طرح جتنے دن کی بھی نیت کر کے اعتکاف کریگا اتنا ہی ثواب اس کو مل جائے گا۔

عورت کا اعتکاف

عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر کے کسی کمرہ کو جائے اعتکاف بنا سکتی ہے، وہ کمرہ اس کے لیے مسجد کا حکم رکھے گا، یعنی اس کمرے سے بلاضرورت باہر آنا مفسد اعتکاف ہوگا۔ والمرأة تعتكف فی مسجد بیتھا واذا اعتکف فی مسجد بیتھا فتلك البقعة فی حقھا کمسجدالجماعة فی حق الرجل لاتخرج منه الالحاجة الانسان.(عالمگیری ۱۔ ۲۱۱)

اگر عورت اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اسے حیض یا نفاس شروع ہوگیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ والحائض والنفساء لیسا باھل للصلوٰۃ ای فلایصح اعتکا فیھما.(شامی ۳۔ ۴۳۰)

طبعی ضرورت کے لیے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

طبعی ضرورت مثلاً پیشاب، پاخانہ، ازالہ نجاست، غسل جنابت اور واجب وضو کے لیے اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر جانا درست ہے۔وحرم علیه الخروج الا لحاجة الانسان طبیعة کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنه الاغتسال من المسجد الخ . (درمختار کوئٹة ۲۔۱۴۳)

متکف کا نمازِ جمعہ کے لیے دوسری مسجد میں جانا

شرعی ضرورت مثلاً جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد سے باہر جانا جب کہ معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو، اعتکاف کے لیے مفسد نہیں ہے۔(مراقی الفلاح ۳۸۳)

اضطراری حالات میں مسجد سے باہر نکلنا

اضطراری حالت یعنی مسجد میں آگ لگ جانے یا منہدم ہوجانے کی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نکلنا مفسدِ اعتکاف نہیں ہے، ایسی صورت میں دوسری مسجد کی طرف منتقل ہوجائے۔(مراقی الفلاح ۳۸۳)

بلاعذر مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا

بلاعذر مسجد سے باہر نکلنے، جماع کرنے، بیوی سے دل لگی کرنے کے دوران انزال ہوجانے اور جان بوجھ کر روزہ توڑ دینے، مرتد یا پاگل ہوجانے، مسلسل بیہوش رہ جانے سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔

اعتکاف کو مکروہ بنانے والی باتیں

خاموشی کو عبادت سمجھ کر مستقل خاموش رہنا، فضول لایعنی بکواس کرنا اور خرید وفروخت کا سامان مسجد میں لانا اعتکاف کو مکروہ بنا دیتا ہے۔



زکوٰۃ کے مسائل

زکوٰۃ ادانہ کرنے پر وعید

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادانہ کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (بخاری)

ایک غلط دستور کی اصلاح:

سوال: عموماً لوگ زیادہ ثواب حاصل کرنے کی حرص میں زکوٰۃ صرف رمضان ہی میں ادا کرتے ہیں اور بعض لوگ رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں اور اسی میں زکوٰۃ نکالتے ہیں، اگرچہ مال زکوٰۃ پر سال رجب یا رمضان سے پہلے گذر چکا ہو، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

جواب: جس اسلامی مہینہ کی جس تاریخ کو کوئی شخص صاحب نصاب ہوا وہ تاریخ یاد رکھنا فرض ہے۔ ایک سال گزرنے کے بعد اسی ماہ کی اسی تاریخ کو زکوٰۃ واجب ہوگی، اس لیے اسی تاریخ کو زکوٰۃ کا حساب لگانا فرض ہے ورنہ لاکھوں روپے ذمہ میں واجب رہ سکتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پر یکم جمادی الثانیہ یا یکم شعبان کو زکوٰۃ فرض ہوگئی تھی، یکم جمادی الثانیہ یا یکم شعبان کو اس کے پاس کل مال زکوٰۃ دس لاکھ مالیت کے برابر تھا، جمادی الثانیہ یا شعبان میں تجارت میں خسارہ ہوا یا آدھا مال خرچ ہوگیا اور یکم رجب یا یکم رمضان کو صرف پانچ لاکھ سرمایہ رہ گیا، ظاہر ہے یہ شخص اگر رمضان یا رجب میں زکوٰۃ کا حساب لگائے گا تو صرف پانچ لاکھ کی زکوٰۃ کا حساب لگائے گا جبکہ اس پر دس لاکھ کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اس لیے یہ جو دستور ہوگیا ہے کہ زکوٰۃ کا حساب صرف رمضان یا رجب میں کرتے ہیں بالکل غلط

ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے، البتہ اگر کوئی شخص حساب تو اپنے وقت پر لگالیتا ہے مگر ادا کرنے کے لیے رمضان کا انتظار کرتا ہے تو اگرچہ مذکورہ بالا قباحت سے بچ جاتا ہے مگر اس میں بھی یہ خرابی ضرور ہے کہ ادا فرض میں بلا عذر تاخیر کرنے میں اندیشہ ہے کہ موت کا پیغام آجائے اور وہ فرض ذمہ میں باقی رہ جائے، بسا اوقات وصیت کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا یا موقع ملنے کے باوجود اس میں غفلت ہوتی ہے، بلکہ وصیت کے باوجود بسا اوقات ورثہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، ایسی صورت میں موت کے بعد بھی اس فرض کا ادا ہونا ممکن نہیں ہوتا، اس لیے جب زکوٰۃ فرض ہوجائے تو اسے جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس میں تاخیر کرنا صحیح نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

سوال: کسی کے پاس سونا ساڑھے سات تولے اور چاندی ساڑھے باون تولے سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ = ۸۷٫۴۷۹ گرام اس شخص کے لیے جس کے پاس صرف سونا ہو، چاندی، مال تجارت اور نقدی میں سے ذراسی مقدار بھی نہ ہوا۔ اسی طرح چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ = ۶۱۲٫۳۵ گرام اس صورت میں ہے کہ صرف چاندی ہو، سونا، مال تجارت اور نقدی بالکل نہ ہو۔ اگر سونے یا چاندی کے ساتھ کوئی دوسرا مال زکوٰۃ بھی ہے مثلاً مال تجارت ہے خواہ ایک روپے کی مالیت کا ہو یا نقدی ہے خواہ چار آنے ہی ہو تو سب اموال کی زکوٰۃ کی قیمت لگائی جائے گی۔ اگر سب کی مالیت ۶۱۲٫۳۵ گرام چاندی کی قیمت کے برابر یا زائد ہو تو زکوٰۃ فرض ہے۔

عموماً جن خواتین کے پاس سونے چاندی کا زیور مذکورہ وزن سے کم ہوتا ہے وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں حالانکہ عموماً ان کے پاس کچھ نہ کچھ نقدی ضروری ہوتی ہے جس کی وجہ سے مذکورہ تفصیل کے مطابق ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، ہاں اگر کسی خاتون کے پاس صرف سونا یا صرف چاندی کا زیور ہو جو وزن مذکورہ سے کم ہو اور نقدی یا مال تجارت بالکل نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مال تجارت کی تعریف:

مال تجارت سے مراد وہ چیز ہے جو تجارت کی نیت سے خریدی ہو اور یہی نیت تاحال باقی ہو۔ لہٰذا مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی صورت ہو تو وہ مال تجارت نہ ہوگا اور اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

(۱)بوقت خرید تجارت کی نیت نہ تھی، بعد میں اگرچہ تجارت کی نیت کرلی ہو۔

(۲)بوقت خرید تجارت کی نیت تھی مگر بعد میں تجارت کی نیت نہیں رہی یا اس میں تسلسل نہیں رہا مثلاً درمیان میں یہ نیت کرلی کہ اس چیز کو فروخت نہیں کرے گا مگر بعد میں پھر فروخت کرنے کی نیت ہوگئی۔

(۳)خریدنے کی بجائے کسی دوسرے ذریعہ مثلاً ہبہ، تحفہ، میراث وغیرہ سے کوئی چیز ملی، اگرچہ ان ذرائع سے ملنے والی چیز کو وصول کرتے وقت تجارت کی نیت ہو۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

زکوٰۃ کن اموال پر فرض ہے؟

سوال: زکوٰۃ کس قسم کے اموال پر فرض ہوتی ہے؟ ٹریکٹر اور ٹیوب ویل جو کاشتکاری کے لیے استعمال ہوتے ہوں ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ چار قسم کے اموال پر فرض ہوتی ہے:

(۱)سونا (۲)چاندی (۳)نقدی (۴)مال تجارت، یعنی وہ چیز جو فروخت کرنے کی نیت سے خریدی ہو اور یہ نیت تاحال باقی ہو۔

ان چار قسم کے اموال کے سوا کسی مال پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ لہٰذا کارخانوں کا منجمد اثاثہ (مشینری وغیرہ) ٹریکٹر، ٹیوب ویل، استعمال کی گاڑی، کرایہ پر چلانے کی نیت سے خریدی گئی گاڑی، رہنے یا کرایہ پر دینے کے لیے مکان، اپنے ذاتی استعمال (مکان، دکان، نرسری وغیرہ بنانے) کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ فریج اور دوسرے گھریلو استعمال کے سامان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

اس قاعدہ کو یاد رکھا جائے تو اس سلسلے میں کبھی پریشانی نہ ہو۔بس یہ دیکھ لیا جائے کہ یہ چیز مذکورہ بالا چار قسم کے اموال میں سے کسی قسم میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں ۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

تنبیہ: مذکورہ چار قسم کے اموال کے علاوہ جانوروں میں بھی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، جس کا نصاب اور زکوٰۃ کی مقدار کا ضابطہ الگ ہے۔

زکوٰۃ کون لے سکتا ہے؟

سوال: کتنی مالیت رکھنے والا شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے اور کتنی مالیت والے پر زکوٰۃ نہیں لگ سکتی؟

جواب: سونے، چاندی، مال تجارت اور گھر میں روزمرہ استعمال کی چیزوں سے زائد سامان کی قیمت لگا

کراس میں نقدی جمع کی جائے، ان پانچوں کے مجموعہ یا ان میں سے بعض کے مجموعہ کی مالیت ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی قیمت سے کم ہو تو ایسا شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے وہ زکوٰۃ لے سکتا اگر ان پانچوں یا ان میں سے بعض کا مجموعہ چاندی کے وزن مذکورہ کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہے تو ایسا شخص زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

تین جوڑے کپڑے سے زائد لباس، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، یا ٹی وی اور وی سی آر جیسی خرافات انسانی حاجات میں داخل نہیں، اس لیے ان کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نصاب زکوٰۃ پر سال گذرنے کا مطلب:

سوال: میں شوال کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ نکالتا ہوں، اگر رمضان کے آخر میں کچھ رقم آجائے تو کیا اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ (ایضاً)

جواب: آپ قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحب نصاب ہوئے تھے، ہمیشہ وہی تاریخ آپ کی زکوٰۃ کے حساب کے لیے متعین رہے گی، اس تاریخ میں آپ کے پاس سونا، چاندی، مال تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ ایک ہی روز قبل ملا ہو، سب پر زکوٰۃ فرض ہوگی، زکوٰۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں کرنا ضرض ہے، البتہ اگر درمیان میں مذکورہ چاروں اشیاء میں سے کسی بھی چیز کی تھوڑی سی مقدار بھی نہ رہی، سب چیزیں بالکل ختم ہوگئیں تو اب جس تاریخ میں آپ دوبارہ صاحب نصاب ہوں گے وہ متعین ہوگی۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ صاحب نصاب بننے کی تاریخ کا یاد رکھنا لازم ہے، اگر غفلت سے وہ تاریخ یاد رکھنے کا اہتمام نہیں کیا یا بھول گئے تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کا ظن غالب ہو وہ متعین ہوگی ،اگر کسی تاریخ کا بھی ظن غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلی جائے اور آئندہ ہمیشہ اسی میں حساب کیا جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نابالغ کے مال پر زکوٰۃ نہیں:

سوال: اگر نابالغ کو میراث یا ہبہ میں بقدر نصاب مال ملا تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں، کیونکہ وہ مکلّف ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

زکوٰۃ میں کس مقام کی قیمت معتبر ہوگی؟

سوال: ادائیگی زکوٰۃ میں مال زکوٰۃ کی قیمت اس جگہ کی معتبر ہوگی جہاں زکوٰۃ ادا کرنے والا ہے یا اس مقام کی معتبر ہوگی جہاں مال موجود ہو؟ حولان حول (سال گذرنا) کہاں کا معتبر ہوگا؟ (ایضاً)

جواب: جہاں مال موجود وہاں کی قیمت معتبر ہوگی، حولان حول بھی وہیں کا معتبر ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

زکوٰۃ میں کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی؟

سوال: مال زکوٰۃ میں کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی، جس وقت زکوٰۃ واجب ہوئی یا جس وقت زکوٰۃ ادا کی جارہی ہے؟ (ایضاً)

جواب: سونے یا چاندی کی زکوٰۃ اور عشر میں وقت وجوب یعنی جس وقت زکوٰۃ واجب ہوئی اس وقت کی قیمت معتبر ہے، البتہ جانوروں کی زکوٰۃ میں ادائیگی کے وقت کی قیمت کا اعتبار ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بینک کا زکوٰۃ کاٹنا:

سوال: حکومت بینک میں جمع شدہ اموال کی زکوٰۃ کاٹتی ہے، کیا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ دوبارہ ادا کرنا تو ضروری نہیں؟ (ایضاً)

جواب: اگرچہ حکومت کا طریق کار غلط ہے، تاہم ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' کے فیصلے کے مطابق زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے لیے بھی درخواست دے کر زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثناء کی رعایت دے دی گئی چونکہ تجارب سے ثابت ہوا ہے کہ حکومت زکوٰۃ کو مصارف زکوٰۃ میں صرف کرنے کے سلسلے میں احتیاط سے کام نہیں لیتی، اس لیے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دی گئی استثناء کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درخواست دے کر استثناء حاصل کر لینا چاہیے اور زکوٰۃ صحیح مصرف میں خود خرچ کرنی چاہیے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

تجارتی پلاٹ پر زکوٰۃ فرض ہے:

سوال: ایک شخص پلاٹ خرید لیتا ہے، کچھ مدت اپنے قبضے میں رکھ کر گراں دام ملنے پر بیچ دیتا ہے اگر اس

کے پاس کئی پلاٹ ہوں جن کی قیمت مقدار نصاب کو پہنچ جاتی ہو توان پلاٹوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: یہ مال تجارت ہے لٰہذا اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ جو چیز بھی بیچنے کی نیت سے خریدی جائے اور یہ نیت تاحال باقی ہو، وہ مال تجارت میں داخل ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

زکوٰۃ میں قیمت فروخت لگائی جائے گی:

سوال: تجارت کے سامان کی زکوٰۃ خریدے ہوئے حساب سے ادا کی جائے گی یا جس نرخ سے فروخت کرے اس حساب سے؟

جواب: قیمت فروخت لگائی جائے گی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مدزکوٰۃ سے خیراتی دواخانہ کھولنے کا حکم:

سوال: ہم اپنے محلّہ میں ایک دواخانہ کھولنا چاہتے ہیں جس کا خراج زکوٰۃ اور چرم قربانی کے پیسوں سے چلانا ہے، اس میں مریضوں سے بھی کچھ پیسے وصول کیے جائیں گے اور وہ پیسے بھی دواخانہ ہی میں خرچ ہوں گے۔ پوچھنا یہ ہے کہ شریعت کی رو سے اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں اور اس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دواخانہ میں زکوٰۃ اور چرم قربانی کا مصرف صرف یہ ہے کہ اس رقم سے دوائیں خرید کر مساکین کو مفت دے دی جائیں، اس مد سے دواخانہ کے ڈاکٹروں اور دوسرے کارکنوں کی تنخواہ، مکان کا کرایہ، تعمیر اور فرنیچر وغیرہ مصارف پر خرچ کرنا جائز نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ مساکین سے مدزکوٰۃ سے خریدی ہوئی دواؤں کے پیسے لینا اور وہ دوائیں غیر مساکین کو دینا جائز، بعض دواخانوں میں مد زکوٰۃ سے مریضوں کو خون دیا جاتا ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

زکوٰۃ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہ تھا:

سوال: زید ہاشمی ہے اس کو کسی نے زکوٰۃ دے دی تو اب زید کے لیے کیا حکم ہے؟ جس نے زکوٰۃ دی ہے اس کو واپس کرے یا زکوٰۃ ادا ہوگئی؟ اگر کسی دوسرے غیر مصرف میں زکوٰۃ ادا کر دی مثلاً مالدار کو دیدی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دینے والے نے غور وفکر کے بعد مصرف سمجھ کر زکوٰۃ دی تھی تو اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی، مگر زید

کواس کے زکوٰۃ ہونے کا علم ہوگیا تو اس پر لازم ہے معطی (دینے والے) کو اپس کرے اور معطی دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے، اگر واپس کرنا کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو مساکین پر صدقہ کردے، اور اگر غور وفکر کے بغیر زکوٰۃ ادا کی یا غور وفکر کیا اور غیر مصرف ہونے کا گمان ہوا یا شک رہا، اس کے باوجود زکوٰۃ ادا کردی تو اس صورت میں اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصرف تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور بعد میں معلوم ہوا کہ مصرف نہ تھا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بنام قرض زکوٰۃ دی تو ادا ہوگئی:

سوال: زید نے بکر کو سو روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دیئے اور زکوٰۃ کا نام نہیں لیا اور کہا کہ ان پیسوں سے اپنا کام کرلے جب تیرے پاس ہوں دے دینا۔ زکوٰۃ کا نام اس لیے نہیں لیا کہ بکر زکوٰۃ لینے کو معیوب جانتا تھا، سال دو سال کے بعد بکر نے زید کو سو روپے واپس دے دیئے، اب زید وہ پیسے دوسرے مسکین کو دے دے یا کیا کرے؟ شرعاً اس طرح زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کا ذکر ضروری نہیں، اس لیے یہ زکوٰۃ ادا ہوگئی تھی واپس لینا جائز نہیں تھا، بکر کو واپس دینا لازم ہے، اگر زکوٰۃ کا اظہار مناسب نہ ہو تو بکر پر یوں ظاہر کرے کہ میں نے قرض معاف کردیا ہے یا ہدیہ کے نام سے واپس دیدے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مسکین کو قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی:

سوال: ایک شخص کا کسی فقیر پر قرض ہے، اس نے مقروض فقیر سے کہا کہ میں نے تجھے اپنا قرض زکوٰۃ میں معاف کردیا، اس کے ایسا کہنے سے زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟

جواب: قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی کیونکہ قرض دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں ہوتی ۔صحیح صورت یہ ہے کہ اس مسکین شخص کو زکوٰۃ کی رقم دے کر اپنے قرض میں واپس لے لی جائے، اگر خوشی سے واپس نہ کرے تو جبراً بھی لے سکتے ہیں، اگر یہ خطرہ ہو کہ وہ واپس نہیں کریگا تو یہ تدبیر کی جائے کہ اس سے کہا جائے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل بنائے جو اس کی طرف سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرکے پھر معطی کا قرض ادا کردے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حج کے لیے جمع کرائی ہوئی رقوم پر زکوٰۃ کا حکم:

سوال: ایک شخص ہر سال یکم رمضان کو زکوٰۃ نکالتا ہے، اس سال اس کی حج پر جانے کی نیت ہے، لہٰذا اس

نے حج پر جانے کی نیت ہے، لہٰذا اس نے حج پر جانے کے لیے پیشگی رقم جمع کرادی ہے، روانگی شعبان میں متوقع ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ جو رقم جمع کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ نکالنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: آمد و رفت کا کرایہ اور معلم کی فیس وغیرہ کے لیے جو رقم دی گئی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں اس کو واپس ملے گی اس میں سے یکم رمضان تک جو رقم بچے اس پر زکوٰۃ فرض ہے، جو خرچ ہوگئی اس پر نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کی رقم الگ کرکے فوت ہوگیا:

سوال: زکوٰۃ کی نیت سے رقم الگ کرلی یا وکیل کو دے دی، اس حالت میں ادائیگی سے قبل انتقال ہوگیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مرنے والے نے اس کی وصیت کی ہو تو یہ رقم زکوٰۃ میں دی جائے گی بشرطیکہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے زائد نہ ہو، اگر تہائی سے زائد ہو تو صرف تہائی ترکہ کے برابر زکوٰۃ میں اداء کی جائے گی، زائد نہیں اور اگر وصیت نہیں کی تو ترکہ میں شمار کرکے ورثہ میں تقسیم ہوگی۔ البتہ وصیت کی صورت میں تمام ورثہ عاقل بالغ ہوں اور دلی خوشی سے تہائی سے زائد دیدیں اور وصیت نہ ہونے کی صورت میں بھی مرنے والے کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردیں تو جائز ہے۔

قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں:

سوال: زید کا لوگوں پر قرض ہے، تقریباً تین سال سے مقروض لوگ صرف وعدے کرتے ہیں کہ ہم قرض ادا کریں گے لیکن اب تک کسی نے کچھ بھی ادا نہیں کیا، قرض داروں کی ظاہری حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض ادا نہیں کریں گے، ایسی صورت میں اس رقم کی زکوٰۃ زید پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: جو قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، لیکن اگر یہ قرض وصول ہوجائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی فرض ہوگی، اگر ایک ساتھ سارا قرض وصول نہ ہو تو کم از کم چالیس درہم = (ایک نصاب کا پانچواں حصہ) وصول ہونے پر اتنی مقدار کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک شخص نے دو تین سال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، اب وہ گزشتہ تین سالوں میں سے دوسرے اور

تیسرے سال کل سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا یا پہلے سال کی زکوٰۃ نکالنے کے بعد باقی سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

جواب: پہلے سال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد جو سرمایہ باقی بچا ہے دوسرے سال صرف اس کی زکوٰۃ ادا کرے، پھر اس کے بعد جو سرمایہ باقی ہے تیسرے سال اس کی زکوٰۃ دے۔ یعنی ہر سال زکوٰۃ میں دی گئی رقم منہا کر کے باقی سرمایہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

سوال: زید نے اپنی لڑکی فاطمہ کو جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں، فاطمہ کی شادی کے بعد اولاد بھی ہو گئی، اب زید فاطمہ یا اس کی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ اگر زید کا انتقال ہو جائے تو فاطمہ کے بھائی اس کو یا اس کی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: باپ اپنی بیٹی اور اس کی اولاد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، بھائی اپنی بہن اور اس کی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کا وراثت سے کوئی تعلق نہیں، زید کے انتقال کے بعد لڑکی کو اس کا حق وراثت دینا لازم ہے۔ زندگی میں والد اولاد کو جائیداد وغیرہ دینا چاہے تو عام حالات میں لڑکوں اور لڑکیوں کا برابر دینا چاہیے، لڑکیوں کو محروم کرنے کی نیت سے سب جائیداد لڑکوں کو دے دینا ہرگز جائز نہیں، تاہم والد نے زندگی میں فاطمہ کو کچھ دیا ہو یا نہ دیا ہو زکوٰۃ کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا، مندرجہ ذیل رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

(۱) اصول: یعنی جن سے پیدا ہوا ہے۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ۔

(۲) فروع: یعنی اولاد۔ بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نوسی وغیرہ۔

(۳) میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، طلاق کے بعد بھی جب تک عدت نہیں گزر جاتی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

وکیل کے پاس زکوٰۃ کی رقم ضائع ہو گئی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی:

سوال: زید نے خالد کو زکوٰۃ کی رقم کسی مسکین کو ادا کرنے کے لیے دی جو خالد کے پاس سے ضائع ہو گئی، ایسی صورت میں زید کے ذمہ جو زکوٰۃ واجب الاداء تھی وہ ادا ہو گئی یا نہیں تو کیا خالد کے ذمہ وہ رقم زید کو واپس کرنا واجب ہے؟

جواب: زید کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر خالد نے حفاظت میں غفلت نہیں برتی بلکہ جیسے اپنے مال کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہے ویسا ہی اہتمام زکوٰہ کی رقم کی حفاظت کا کیا تھا تو خالد کے ذمہ اس رقم کا واپس کرنا لازم نہیں ورنہ لازم ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سوال: ہمارا تعلق عباسی خاندان سے ہے، مگر کوئی شجرۂ نسب نہیں، جس سے یقینی طور پر معلوم ہو سکے کہ ہم واقعی عباسی ہیں۔ خاندان میں بعض افراد ایسے غریب یا بیمار ہوتے ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، کیا ان کو زکوٰۃ دینے اور ان کے لیے لینے گنجائش ہے؟ اگر کسی نے دے دی تو ادا ہو جائے گی؟

جواب: ثبوت نسب کے لیے عام شہرت کافی ہے، شجرہ ہونا ضروری نہیں، اس لیے عباسی کو زکوٰۃ دینا اور اس کے لیے لینا جائز نہیں، اس کو زکوٰہ دینے سے ادا نہیں ہوگی۔

اگر کوئی عباسی حاجت مند ہو تو غیر زکوٰۃ سے اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور اس کو سعادت سمجھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی اتنی قدر بھی دل میں نہیں کہ مسلمان کہلانے والے اہل ثروت غیر زکوٰۃ سے ان کی مدد کریں تاکہ انہیں لوگوں کا میل کچیل لینے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ فالی اللہ المشتکی.

حضرت امام محمد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ اخلاص کہتے ہیں اعمال کے آفات کے نجات پانے کو یعنی جو عمل کرے اس میں اس کی آفت جوریا ہے وہ قطعاً نہ ہو اور دکھاوے کا کوئی حصہ تیرے عمل میں نہ آئے۔

☆ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کر لینا اور اس کی رزاقی پر یقین واثق کر لینا توکل ہے۔

☆ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا رضا ہے۔

☆ خوفِ خدا نے مجھے کھانے پینے سے روک دیا ہے اب مجھے کھانے پینے کی خواہشات نہیں ہوتیں۔

☆ گداز قلب صرف اکل حلال سے پیدا ہو سکتا ہے۔

☆ نیکوکاری تمام تر ایمان ہی ہے اور معاصی سے ایمان میں کمی ہو جاتی ہے۔

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ اس سے گناہ سرزد ہوا ہو لیکن وہ اس پر مصر نہ ہو اور توبہ کر چکا ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

☆ اعمال میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے ترک پر کفر عائد ہوتا ہو سوائے ترک نماز کے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر **سب سے پہلا فتوائے تکفیر**

تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی قسط 33

کچھ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی خدمات کا ذکر

گزشتہ شماروں میں ہم نے مکتب فکر اہل حدیث (غیر مقلّدین) کے ممتاز مفکّر اور مرزا قادیانی پر اوّل مذبذب مکفرّ مولانا محمد حسین بٹالوی کی تحریک ختم نبوت میں خدمات کے متعلق تاریخ کے آئینے کو مدنظر رکھتے ہوئے تفصیلاً بحث کی ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ کوئی بات تشنہ نہ رہے، اس کے باوجود اگر کسی بزرگ کو پھر بھی اس میں کلام ہو تو بھی ہم ان کی تشفی کے لئے مستعد ہیں۔

نیز اگر مکتبہ فکر اہل حدیث کی ایک اور مشہور شخصیت کی تحریک ختم نبوت میں خدمات پر بھی تاریخ کے آئینہ میں کچھ بات ہو جائے تو تاریخ ختم نبوت مزید محفوظ ہو جائے گی۔

طبقۂ غیر مقلّدین میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے بعد مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اگر کسی شخصیت کا نام لیا جاتا ہے تو وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری ہیں۔ انکے متعلق یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ فاتح قادیان تھے۔ مرزا قادیانی نے ان کے متعلق موت کی کوئی پیش گوئی کی تھی، مگر وہ پوری نہ ہو سکی، اس لئے ان کو فاتح قادیان قرار دیدیا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی سے مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بڑے مناظرے اور مباہلے کئے۔ اور بقول حلقۂ یاراں سب میں موصوف نے مرزا قادیانی کو پچھاڑ دیا۔ شاید ایسا ہی ہو۔ ہم اس بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتے۔ غیر مقلّدین کی طرف سے اس معاملہ میں جو مواد شائع ہوا ہے ہماری معلومات اسی تک ہی محدود تھیں۔ مگر جب اوّل فتوائے تکفیر کے سلسلہ میں تاریخ کے مطالعہ کا موقع ملا تو اس موضوع کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

تاریخ کے آئینے میں جب دیکھا گیا تو سب کچھ فرضی پایا گیا۔ معلوم ہوا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی یا اس کی روحانی ذرّیت کے ساتھ جو بھی مناظرے، مباہلے یا مباحثے کیے وہ بھی فرضی تھے، اس لئے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہی سمجھ کر سب کچھ کیا گیا تھا۔ مرزا قادیانی پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کی طرف سے باقاعدہ تحریری طور پر کوئی کفر کا فتویٰ جاری

نہیں ہوا۔فتاویٰ ثنائیہ جوانکے تمام فتووں کا مجموعہ ہے اس میں بھی تلاش بسیار کے بعد نظر سے نہیں گزرا۔اس کے متعلق آگے بیان کیا جائے گا۔فی الحال مولانا ثناء اللہ امرتسری کا مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ابتداء میں جونظریہ تھااس کو بیان کیا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی سے عقیدت

سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس شخصیت کے متعلق بحث کی جاتی ہے اس کے ساتھ بحث کرنے والے کے تعلقات کیسے ہیں۔ان کا تعلق کب سے ہے۔اور ابتدائی تعلق کی کیفیت کیسی تھی اور بعد میں جب اختلاف ہوا تو اس وقت بھی اس ابتدائی کیفیت کے اثرات ہیں یا نہیں۔ہم یہاں پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کا مرزا غلام احمد قادیانی سے ابتدائی تعلق کیسا تھا اس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

تاریخ احمدیت کے مصنف لکھتے ہیں:

اسی زمانہ (۱۸۸۵ء) میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۱۷،۱۸ سال کی عمر میں محض شوق زیارت میں بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان آئے۔(تاریخ احمدیت ص ۱۸ جلد ۲)

ہم اس سلسلے میں صرف ''تاریخ احمدیت'' کے مصنف کی روایت پر اکتفاء نہیں کرتے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ یہ تو قادیانیوں نے لکھا ہے، اسی لیے ہم یہاں پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کی ذاتی تحریر پیش کرتے ہیں۔جس کا عنوان ہے۔

''مرزا صاحب کی نظر عنایت خاکسار پر''

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں۔(براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد)اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔براہین احمدیہ تک اور براہین احمدیہ سے بعد۔براہین تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن رکھتا تھا۔چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷،۱۸ سال تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان گیا۔ان دنوں مرزا صاحب ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے۔مگر باوجود شوق اور محبت کے میں نے وہاں دیکھا مجھے خوب یاد ہے کہ میرے دل میں جوان کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدّل ہوگئے۔جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں ان

کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا۔ وہ آئے اور آتے ہی بغیر اس کے کہ السلام علیکم کہیں یہ کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو، کیا کام کرتے ہو؟ میں ایک طالب علم علماء کا صحبت یافتہ اتنا جانتا تھا کہ آتے ہوئے السلام علیکم کہنا سنت ہے۔ فوراً میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریقہ کی پرواہ نہیں کی، کیا وجہ ہے؟ مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اس لیے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔ (تاریخ مرزا ص ۵۹ شائع کردہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

یہ تحریر بتا رہی ہے فاتح قادیان کو مرزا غلام احمد قادیانی سے ابتداء میں اس کی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں کئے ہوئے دعوؤں کو حق سمجھتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور شوق زیارت اتنا تھا کہ اس کے حق کو ادا کرنے کے لیے پاپیادہ بٹالہ سے سفر کر کے قادیان پہنچے اور اپنی محبوب ہستی تک بالآخر پہنچ ہی گئے۔ اس سفر میں نہ جانے کتنی مشقتیں اٹھانی پڑی ہوں گی۔

عجیب بات ہے مولانا محمد حسین بٹالوی کے بعد غیر مقلّدین کے مناظر اعظم 'فاتح قادیان' بھی مرزا قادیانی کی زلف براہین احمدیہ کے اسیر تھے۔ ان کو بھی علمائے لدھیانہ کے فتوائے تکفیر کے باوجود براہین احمدیہ' میں کوئی کفر کی وجہ نہیں ملی۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ ''ان دنوں مرزا صاحب ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے'' یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ خاندان علمائے لدھیانہ نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتوی ۱۸۸۴ء میں دیا تھا۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ کی پیدائش ۱۸۶۸ء ہے۔ اس حساب سے ۱۷، ۱۸ سال کی عمر ۱۸۸۵ء یا ۱۸۸۶ء بنتی ہے۔ گویا کہ علمائے لدھیانہ کے فتویٰ تکفیر کے ایک یا دو سال کے بعد مولانا ثناء اللہ امرتسری مرزا قادیانی کی زیارت کے لیے پاپیادہ بٹالہ سے قادیان پہنچے۔ جبکہ اس سے پہلے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں خاندان علماء لدھیانہ کی طرف سے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے کی وجہ سے علماء لدھیانہ، علماء دیوبند اور مولانا محمد حسین بٹالوی میں بڑی سیر حاصل بحث ہو چکی تھی۔ علماء دیوبند نے علماء لدھیانہ کے فتوائے کفر پر یہ فیصلہ دیدیا تھا کہ ہم ابھی کفر کا فتویٰ نہیں دیتے کیونکہ ہمیں مرزا قادیانی کے متعلق پوری معلومات نہیں ہیں اور علماء لدھیانہ کو کفر کا فتویٰ دینے سے منع نہیں کرتے، اس لئے کہ بوجہ قریب الوطن ہونے کے علماء لدھیانہ مرزا قادیانی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ اور جبکہ مولانا محمد حسین بٹالوی نے یہ سب کچھ دیکھنے اور پرکھنے کے باوجود علماء لدھیانہ کے کفر کے فتوے کے ردّ میں اور

مرزا غلام احمد قادیانی کے ''براہین احمدیہ'' میں کیئے گئے ان الہامامات (جن میں نبوت کا دعویٰ پایا جاتا تھا) کے حق میں ایک سو بیالیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون لکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ جس کو ہم گزشتہ شماروں میں شائع کر چکے ہیں۔ مولانا بٹالوی کے اسی مضمون کو پڑھ کر حسن ظن کے پختہ تر ہو جانے کے بعد مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۸۸۵ء یا ۱۸۸۶ء میں مرزا قادیانی کی زیارت کے لئے بٹالہ سے پا پیادہ قادیان گئے تھے۔ اور اس وقت سے لیکر مرزا قادیانی سے اختلاف تک فاتح قادیان کا ''براہین احمدیہ'' پر غیر متزلزل یقین تھا۔ اس بات کی تصدیق مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ لکھ کر کردی ہے کہ ''مرزا قادیانی کے سلام نہ کرنے سے طبیعت مبدل ہوگئی'' مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اس لیے (براہین احمدیہ کے حق ہونے کے صدقے) یہ وسوسہ دب کر رہ گیا''۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے قادیانیوں کے متعلق نظریات

جیسا کہ ہم نے گزشتہ تحریر میں لکھا ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قادیانیوں سے جتنے بھی مناظرے کیئے وہ اس کو ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر کیئے، یہی وجہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی طرف سے مرزا قادیانی یا اس کی ذرّیت کے خلاف باقاعدہ کفر کا فتویٰ جاری نہیں ہوا۔ بلکہ مختلف مقامات پر قادیانیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی خواہش ہی ظاہر کی۔ نیز قادیانیوں کے اجلاسوں میں بھی شرکت کرتے رہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے ''اخبار اہل حدیث امرتسر'' میں ''تکفیر کے فتوے'' کے عنوان سے ایک تحریر لکھی ہے اس تحریر کے ذریعے سے مولانا امرتسری نے مسلمانوں کو آپس میں کفر کا فتویٰ دینے سے روکا اس کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو بھی اسلامی فرقوں میں شمار کیا۔ ملاحظہ کیجئے:

کیا واقعی ہمارے ملاّؤں میں یہ طاقت ہے کہ حجروں میں بیٹھ کر اپنی لال کتاب سے مسلمانوں کی تکفیر کر سکتے ہیں۔ یعنی جسے چاہے کافر بنا سکتے ہیں یا مؤمن۔

مسلمانوں کو کافر بنانے والے پہلے خود کو تو کفر کے دائرے سے نکال کر مؤمن بنائیں۔ اگر تکفیر کے مفتی مقلدّین سے ہیں تو علماء غیر مقلدّین (اہل حدیث) سے اپنے نسبت فتویٰ لیں کہ وہ مقلدّین کو کیا سمجھتے ہیں۔ اہل حدیث کی کتابیں رسالے اور فتوے دیکھیں جن میں تقلید کو نہ صرف بدعت بلکہ کفر قرار دیا ہے۔

یہی حالت باہم شیعہ، سنی، احمدی، غیر احمدی (مرزائی غیر مرزائی) کی ہے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو کافر مطلق سمجھتا ہے۔ الغرض جدھر دیکھو اسلام میں کافر ہی کافر نظر آئیں گے۔

ہیں کعبہ میں سب اپنے ہی یاران روشناس

وہ کون ہے جو راندہ دیر مغاں نہیں

(اخبار اہلحدیث ۱۱ دسمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۲ محرم ۱۳۳۳ھ ص ۱۰)

آگے چلیے:

(۲) مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کا جب آپس میں اختلاف ہوا اور پھر ان دونوں غیر مقلّد بزرگوں میں مباحثے ہوئے تو ایک مباحثے میں جواب دیتے ہوئے مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قادیانیوں کو بھی مسلم فرقوں میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بہت خوب پس معنی یہ ہوئے کہ اہلحدیث وہ ہے جو اصول مذہب کا پابند ہو۔ یہ تعریف ایسی وسیع ہے کہ مسلمانوں کے کل فرقوں پر صادق آتی ہے۔ حنفی بھی اصول مذہب کے پابند ہیں، شافعی بھی، مالکی اور حنبلی بھی، معتزلہ، نیچری، مرزائی، شیعہ وغیرہ سب بلکہ غیر مسلم پر بھی صادق آتی ہے مثلاً آریہ، ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ ہر ایک اصول مذہب کا پابند ہے۔ (اشاعۃ السنہ ش ۷ ج ۲۳ ص ۲۰۲)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی یہ تحریر صرف مولانا بٹالوی نے ہی اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں نہیں لکھی بلکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے ہفت روزہ اخبار اہلحدیث کے ۱۱ جون ۱۹۱۵ء کے شمارے میں صفحہ نمبر ۵ پر بھی لکھی ہے۔

یہاں پر غور فرمائیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مسلم اور غیر مسلم کی علیحدہ علیحدہ نشاندہی کر کے قادیانیوں کو مسلم فرقوں میں شمار کیا ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی قادیانیوں کے اجلاس میں شرکت

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت اس اعتبار سے قابل نفرت ہے کہ اس نے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے نیز وہ دنیا کے سامنے غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ قادیانیوں سے میل جول نہ رکھا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے سادہ لوح مسلمان ان کے دام میں غلط فہمی سے پھنس جاتے ہیں۔ ان حالات میں اگر اہل علم میں سے کوئی صاحب قادیانیوں کے جلسوں میں یا پروگراموں میں جاتا ہے تو عام سادہ لوگوں کو قادیانی یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ تمہارے بڑے بھی ہمارے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اس لیے تمہارے اندر اور ہمارے اندر کوئی فرق نہیں۔ ان حالات میں ایک ایسا عالم دین اور پھر ایسا شخص جس نے ساری عمر قادیانیوں سے مناظرے مباحثے، مباہلے کئے ہوں اور پھر اس کو فاتح قادیان بھی کہا جاتا ہو، وہ قادیانیوں کی جلسوں میں جائے اور ان میں کطاب بھی کرتا پھرے، تو ایسی صورت میں عام آدمی پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ کہنے والا تو یہی کہے گا کہ یہ کفر

اسلام کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ مولویوں کے کھانے پینے کا مسئلہ ہے۔اسی چیز کا پروپیگنڈا کر کے قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے میل جول کی جس مثال کو قائم کیا ہے،وہ فتاوی ثنائیہ میں جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے دیئے ہوئے فتووں کا مجموعہ ہے کے صفحہ ۴۷ میں مذکور ہے۔ مولانا نے لاہوری مرزائیوں کی طرف سے بلائے گئے ایک اجلاس میں جو کہ ۱۹۲۳ء میں منعقد ہوا، با قاعدہ خطاب کیا۔یہ اقدام غیر مقلدین کے نزدیک مستحسن ہی ہوگا۔جبھی تو ان حضرات نے اس خطاب کو مولانا ثناء اللہ امرتسری کے فتاوی ثنائیہ میں درج کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں،،ولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

انجمن احمدیہ لاہور کے انتظام سے لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس بتاریخ ۲۸،۲۹ دسمبر ۱۹۲۳ء منعقد ہوئی۔جس نے تمام مذاہب کو دعوت شرکت دی کہ اس مضمون پر اپنی اپنی کتاب کی ہدایت سناؤ۔مذہب کا مقصد کیا ہے حسب پروگرام مشتہرہ کانفرنس مندرجہ ذیل اصحاب مقرر تجویز ہوئے۔

(۱) پنڈت چموپتی جی ایم۔اے لیکچرار آریہ سماج۔(۲) خواجہ کمال الدین صاحب۔۔لیکچرار اسلام۔(۳) پنڈت متھرا پوری صاحب۔۔لیکچرار سناتن دھرم۔

(۴) پادری علی بخش صاحب۔۔لیکچرار عیسائیت۔(۵) لالہ رام پرکاش لال صاحب۔۔لیکچرار برہمو سماج۔(۶) مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب۔۔لیکچرار اسلام۔(۷) پروفیسر راجا رام صاحب۔۔لیکچرار آریہ سماج۔

میں نے جو مضمون کانفرنس مذکور میں سنایا۔وہ ناظرین اہل حدیث کی ضیافت طبع کے لیے درج ذیل ہے۔

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا
ہندو نے صنم میں جلوئی چاہا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے بر نہ آیا تیرا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

صاحبان! السلام علیکم۔۔۔۔جلسہ اعظم مذاہب کے بعد یہ دوسرا جلسہ اس نوع کا ہے۔جو ۱۸۹۶ء میں بمقام اسلامیہ سکول دروازہ شیرانوالہ میں ہوا تھا۔آہ اس وقت کے منتظموں اور مقرروں میں سے

اکثر کو میں غیر موجود پاتا ہوں تو دنیا کی بے ثباتی پر بے ساختہ یہ شعر میرے منہ سے نکلتا ہے۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

اس قسم کے جلسوں کا فائدہ بہ نسبت مناظرانہ مجالس کے بہت زیادہ ہے۔ مگر ہمارے ملک کو مناظرانہ طرز میں کچھ زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسا جلسہ ۲۷ سال تک ملتوی رہے۔ بحالیکہ مناظرانہ جلسے قریباً روزانہ ہوں۔ خیر ہر ایک اپنی رائے کا مالک ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص ۷۴)

یہاں پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے قادیانیوں کے ساتھ اس قسم کے زیادہ جلسوں پر زور دیا ہے۔ انہیں یہ افسوس ہے کہ ۱۸۹۶ء کے بعد ۲۷ سال تک ایسا جلسہ نہ ہوا، اب منعقد ہوا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کو قادیانیوں کو نہ صرف کافر کہنے میں تأمل تھا بلکہ ان کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے میں بھی کتنا شوق تھا۔

مرزا قادیانی کے اشعار سے اختتام

کہتے ہیں کہ جس کو جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے کلام سے بھی اس کو محبت ہوتی ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے خطبے کا اختتام کسی مسلمان شاعر کے شعر سے نہیں کیا۔ بلکہ اگر انہیں شعر بھی ملے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے ہی ملے۔ اور وہ بھی قرآن کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے جب کہ مرزا قادیانی نے اپنا ہر عمل قرآن کی تکذیب میں ہی کیا ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنا خطاب مرزا قادیانی کے ان شعروں پر ختم کرتے ہیں۔

چونکہ میں قرآن مجید کو اپنا بلکہ جملہ انسانوں کا کامل ہدایت نامہ جانتا ہوں۔ اس لیے اپنا اعتقاد دو شعروں میں ظاہر کر کے بعد سلام رخصت ہوتا ہوں۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

(فتاوی ثنائیہ ص ۸۶ جلد ۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ان اشعار سے اپنے اخبار ''اہل حدیث امرتسر'' ۱۱ فروری ۱۹۱۰ء کے شمارے

کے پہلے صفحے کو بھی مزیّن کیا ہے۔ یہ اشعار مرزا قادیانی کے اپنے ہیں جو کہ اس کی کتاب دُرِ ثمین کی ابتداء میں درج ہیں۔ گویا کہ مولانا ثنا اللہ امرتسری نے اپنا قرآن پر اعتقاد بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے شعروں سے مستعار لیا ہے۔

آگے چلیے:

عدالت میں مرزائیوں کے اسلام کا اقرار

قادیانیوں کی طرف سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے، وہ یہ کہ ایک عدالت میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ایک عورت (جس کا خاوند مرزائی ہو گیا تھا) کے مختار ہونے کی حیثیت سے پیش ہونے پر بطور گواہ مرزائیوں کو مسلمان تسلیم کیا۔

قادیانی جماعت کا ایک اہم رکن چوہدری ظفر اللہ خاں جو کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ تھا اس نے اپنی زندگی کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ''تحدیث نعمت'' ہے۔ اس میں اس واقعہ کے متعلق وہ لکھتا ہے:

جماعت احمدیہ کے افراد کے متعلق ارتداد کا سوال کئی بار عدالتوں میں آیا ہے...... ۱۹۱۷ء میں امرتسر میں ایک شخص بنام سراج دین کے سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہونے پر اس کی بیوی کی طرف سے دعوی دائر کیا گیا کہ میرا خاوند سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہے۔ اس لیے قرار دیا جائے کہ میرا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ مدعیہ کی طرف سے مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب۔ ایڈیٹر اہلحدیث مختار خاص پیروی کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو صاحب بیرسٹرایٹ لاء وکیل تھے۔ مقدمے کی سماعت مسٹر سیمور سب جج درجہ اول امرتسر نے کی۔ میں حضرت خلیفہ المسیح الثانی کے ارشاد پر مدعا علیہ کی طرف سے پیروی کے لیے امرتسر جایا کرتا تھا۔ مدعیہ کے گواہان کے زمرے میں مولانا عبدالاحد غزنوی صاحب (والد ماجد مولانا اسماعیل غزنوی صاحب) بھی اپنے تحریری فتوی کی تصدیق کے لیے پیش ہوئے۔ ان کا فتویٰ تھا کہ:

''مرزائے قادیان کافراست وہمہ مریدان او کافرند وہر کہ در کفر ایشاں شک دارد او ہم کافراست''

ظفر اللہ خاں۔ جناب مولانا اگر کوئی شخص ایسے شخص کو کافر شمار نہ کرے جو جناب مرزا صاحب کے مریدان کے کفر میں شک کرتا ہو تو اس کے حق میں کیا ارشاد ہے۔

''مولانا عبدالاحد غزنوی صاحب.......... وہ بھی ویسا ہی کافر ہے''

'' ظفر اللہ خاں۔ اور جو اس کے کفر میں شک کرے۔ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔''

جناب مولانا صاحب۔ وہ بھی ویسا ہی کافر ہے:

''اس پر سب جج صاحب نے فرمایا۔ چلو اب سب کافر ہو چکے قصہ تمام ہوا۔

جج صاحب نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا شہادت ختم ہے۔ میں نے کہا جناب ایک گواہ باقی ہے۔ پوچھا وہ کون ہے۔ میں نے کہا جناب مدعیہ کے مختار مولانا ثناء اللہ صاحب۔ اس پر مولانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا مجھے تو طلب نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا آپ عدالت میں موجود ہیں۔ طلبی کی ضرورت نہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا لیکن مجھے خرچ خوراک ملنا چاہیئے۔ میں نے کہا عدالت میں موجود ہونے کی صورت میں آپ خرچ خوراک کا مطالبہ کرنے کے مجاز تو نہیں۔ لیکن مجھے آپ کے ساتھ بحث مقصود نہیں لیجئے تین روپے حاضر ہیں۔ قبول فرمایئے اور اقرار صالح کیجئے۔ جب مولانا صاحب شہادت دینے کھڑے ہوئے تو میں نے ان کے اخبار اہلحدیث کا ایک پرچہ جیب سے نکالا اس میں مندرجہ ایک نوٹ کی طرف مولانا صاحب کو توجہ دلائی اور دریافت کیا۔ کیا یہ آپ کا لکھا ہوا ہے۔ فرمایا میرا لکھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا درست ہے۔ فرمایا۔ درست ہے۔ میں نے وہ پرچہ بطور شہادت پیش کردیا۔ اس نوٹ کا مضمون یہ تھا۔

ایک صاحب نے ہم سے سوال کیا ہے کہ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مل کر اشاعت اسلام کا ادارہ قائم کیا ہے۔۔ اگر اس ادارے کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں کوئی غیر مسلم مرزائی ہو جائے تو کیا آپ کے نزدیک وہ مسلمان ہوگا۔ ہماری طرف سے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونا دو لحاظ سے ہے۔ ایک اخروی نجات کے لحاظ سے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے عرف عام کے لحاظ سے اس لحاظ سے ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مرزائی بھی کلمہ گو ہیں۔ اس لیے کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا.......... عدالت کے کمرے سے سب اکٹھے باہر آ گئے۔ تین روپے ابھی مولانا صاحب کے ہاتھ میں ہی تھے۔ انہوں نے انہیں چھنکایا اور مسکرا کر مجھے فرمایا مرزا صاحب سے ہمیں کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہی رہتا ہے۔ بحث ہوئی اور چند دن بعد سب جج صاحب نے فیصلہ سنایا۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے فیصلے اور مدعا علیہ کی طرف سے جو شہادت پیش ہوئی تھی اس پر حصر کرتے ہوئے قرار دیا کہ مدعا علیہ کا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دعویٰ خارج کردیا گیا۔

(تحدیث نعمت تلخیص ص ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶۔۔۔ مرتبہ ظفر اللہ خاں)

فاتح قادیان کا موقف

یہ تو تھی قادیانی وکیل چوہدری سر ظفر اللہ خاں کی تحریر۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ غیر مقلّدین کے فاتح قادیان اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

امرتسر میں مرزائی فسخ نکاح کا مقدمہ کے عنوان سے مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

اس مقدمہ کی خبر مرزائی اخباروں میں شائع ہو چکی ہے۔ ہم نے آج تک اس کا ذکر کسی مصلحت سے نہیں کیا تھا۔ پہلی پیشی چونکہ ہو چکی ہے اس لئے آج اس کو شائع کرتے ہیں۔ محلہ کڑہ بھنگیاں میں ایک لڑکا مرزائی ہو گیا ہے۔ اس کی بیوی نے عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔ مضمون دعویٰ یہ تھا کہ چونکہ میرا خاوند مرزائی ہو گیا ہے اور مرزائی بحکم فتویٰ علمائے اسلام کافر ہیں۔ لہٰذا میرا نکاح اس سے فسخ کیا جائے۔ مدعیہ کی طرف سے چھ علماء گواہ طلب ہوئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ، مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری ، مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی ، مولوی نور احمد صاحب امرتسری ، مولوی عبدالصمد صاحب امرتسری ، مولوی غلام مصطفیٰ صاحب امرتسری۔ پہلے دو صاحب نہ آئے۔ باقی چار صاحبوں کی شہادتیں ۱۹ مارچ کو سب جج کی عدالت میں ہوئیں۔ چاروں کا بیان متفق تھا کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت اور توہین حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کرنے سے کافر تھے۔ ان کے اتباع بھی اسی حکم میں ہیں۔ لہٰذا نکاح فسخ ہے.......... خاکسار پر شہادت کے لئے بہت اصرار کیا گیا مگر کسی مصلحت سے میں انکار ہی کرتا رہا۔ آخر مشیت ایزدی غالب آئی۔ مگر بہ رنگ دیگر۔

میں اخیر شہادت کے موقعے پر کمرہ عدالت میں گیا ہجوم بہت تھا۔ لیکن فریق ثانی کی نگاہ پڑھ گئی تو انہوں نے جج صاحب سے کہا کہ ہم ان کی شہادت کرانا چاہتے ہیں جج صاحب نے مجھے طلب فرمایا ، شہادت کے خرچے کا سوال ہوا تو جج صاحب نے حکم دیا کہ مبلغ تین روپیہ ان کو خرچہ دیجئے۔ چنانچہ تین روپیہ مل گئے۔ فریق ثانی نے اخبار اہلحدیث ۱۹ جنوری ۱۷ء پیش کر کے مجھ سے تصدیق کرایا کہ میں نے لکھا ہے کہ اس میں ان کا مدعاء اس عبارت سے تھا جس میں اشاعت اسلام کانفرنس کے متعلق ایک فقرہ تھا۔

کسی نے پوچھا تھا کہ اگر عام اسلام کی اشاعت کرو گے تو کوئی نومسلم ہو کر مرزائی کہلانا پسند کرے گا تو آپ اس کو مسلمان سمجھیں گے۔ اس کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ مسلمان سمجھنا دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک نجات کے لحاظ سے ، دوسرا مردم شماری کے طور سے۔ ہم ان لوگوں کو مردم شماری کے لحاظ سے مسلمان جانیں گے۔ اس عبارت کی مجھ سے تصدیق کرائی گئی۔ وکیل مدعیہ نے مجھ سے اس کا مطلب پوچھا تو میں نے بتلایا کہ سرکاری طور پر جو مردم شماری ہوتی ہے اس میں یہ قاعدہ ہے کہ ہر آدمی جو اپنا مذہب لکھتا ہے اسی کے ذیل میں وہ آتا ہے۔ جیسے اچھوت لوگ مجموعہ ٹوٹل میں ہندو ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرزائی لوگ مردم شماری کے مجموعہ ٹوٹل میں مسلمان ہیں۔ اس سے مراد مذہبی حیثیت نہیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ۳۰ مارچ ۱۹۱۷ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ۔ ص ۸، ۹)

غور فرمائیں کہ فاتح قادیان نے خود لکھا ہے کہ عدالت میں جو چار گواہ مدعیہ کی طرف سے

پیش ہوئے تھے ان سب نے تو بالاتفاق یہ کہہ دیا تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں مگر فاتح قادیان خود عدالت میں آ کر گول مول بیان دے گئے۔ عدالت کا تو سیدھا سوال تھا کہ یہ کافر ہیں یا نہیں۔ مگر مرزائی وکیلوں نے ان کی پچھلی ایک تحریر جو کہ فاتح قادیان کے ہفت روزہ اخبار اہلحدیث میں شائع ہوئی تھی پیش کر کے پھنسالیا۔ اب فاتح قادیان کو اس تحریر سے فرار ممکن نہیں تھا۔ اس لئے اپنے اس بیان سے انکار نہ کر سکے۔

اب یہاں پر ہم فاتح قادیان کی وہ تحریر پیش کرتے ہیں جو کہ انہوں نے اپنے رسالہ میں لکھی تھی اور جس کو مرزائی وکیلوں نے ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ یہ ہے۔

اخبار وکیل میں مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ جو اشاعت اسلام کانفرنس کی تحریک کر رہے ہیں۔ کوئی شخص کفر چھوڑ کر شیعہ یا قادیانی وغیرہ فرقوں میں آئے گا تو کیا آپ اس کو مسلمان سمجھیں گے۔ لائق ایڈیٹر وکیل نے از خود ہی جواب دے دیا تھا کہ ہاں ایسے شخص کو ہم مسلمان سمجھیں گے۔ باوجود جواب دے دینے کے سوال میرے لئے باقی رکھا۔ اس لئے میں بھی جواب دیتا ہوں۔ ذرا تفصیل سنئے:

مسلمان سمجھنا دو معنے سے ہوتا ہے دنیاوی مردم شماری سے اور اخروی نجات سے۔ نجات کا حال تو اللہ کو معلوم ہے اس کا تو ابھی نہ وقت آیا ہے نہ حال معلوم ہوا۔ دنیاوی مردم شماری ہم کر سکتے ہیں اور یہی اس کا وقت ہے۔ اس لئے ہم ایسے لوگوں کو جو کلمہ اسلام کے قائل ہیں مسلمان جانتے ہیں دوسری حیثیت خدا کو معلوم ہے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۹ جنوری ۱۹۱۷ء مطابق ۲۴ ربیع الاوّل ۱۳۳۵ھ، صفحہ ۴)

ماشاء اللہ غیر مقلّدین کے فاتح قادیان اور مفتی اعظم کے گول مول فتویٰ کے کیا کہنے۔ مفتی کا کام تو یہ ہے کہ دوٹوک بات کرے۔ خصوصاً ختم نبوت کے مسئلے میں یہ کہہ دینا کہ آخرت کا معاملہ خدا جانے اور دنیا کے معاملے میں مرزائی کلمہ اسلام کے قائل ہیں اس لئے ہم ان کو مسلمان جانتے ہیں۔ اس کے بعد عدالت کے مقدمے کی کیا حیثیت رہی۔ ایک عورت مرزائیوں کے خلاف غیر مقلّدین کے مناظر اعظم اور فاتح قادیان کو عدالت میں اپنا مختار بنا کر لے جاتی ہے کہ شاید اس کی وجہ سے ایک مرتد قادیانی سے میری جان چھوٹ جائے اور میں حرام کی زندگی بسر کرنے کی بجائے حلال کی زندگی بسر کروں مگر عدالت میں جا کر اس مدعیہ کے مختار اور فاتح قادیان نے اپنے اس دعوے کے ہی خلاف شہادت دے دی اور اس شہادت کی وجہ سے عدالت نے نکاح فسخ نہیں کیا۔ بلکہ دعویٰ ہی خارج کر دیا۔

جج کے فیصلے سے اختلاف

چنانچہ فاتح قادیان نے حسب عادت اپنی عزت رکھنے کے لیے جج کے فیصلے سے اختلاف کیا اور پنجابی کی مثال ’’گونگلو (شلجم) سے مٹی جھاڑی‘‘ عدالت میں تو فاتح قادیان نے قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کر لیا۔ مگر جب جج نے فاتح قادیان کے موقف کے مطابق قادیانیوں کو مسلمان قرار دے کر تنسیخ نکاح کے دعوے کو خارج کر دیا تو فاتح قادیان کو نہ جانے کیوں غیرت آ گئی۔ جھٹ اُس فیصلے کے خلاف اپنے اخبار ’’اہلحدیث‘‘ میں مضمون لکھ دیا۔ اور ادھر اُدھر کی ہانک لگا کر فیصلے کو غلط قرار دینے کی کوشش کی۔ اب اس اختلاف سے کیا فائدہ۔ بلا وجہ صفحات کالے کیے۔

چند غور طلب پہلو

یہاں پر چند پہلو غور طلب ہیں جو کہ ایک ملی بھگت کی نشاندہی کرتے ہیں:

(۱) سب سے پہلے یہ کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جن چھ علماء کا بطور گواہ کے ذکر کیا ان میں سب سے پہلا نام نامی حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی کا ہے جو کہ عدالت میں گواہی کے وقت غیر حاضر رہے۔ یعنی جو شخص غیر مقلّدین کے مطابق اوّل مکفرّ ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا مدّ مقابل تھا وہی عدالت میں قادیانیوں کے متعلق اپنا بیان دینے کے وقت غیر حاضر تھا۔ اس کی وجہ صاف واضح ہے کہ اسی اوّل مکفرّ نے ۱۹۱۳ء میں اسی قسم کے ایک مقدمہ میں گوجرانوالہ کی عدالت میں کہہ دیا تھا کہ ہمارا فرقہ مرزائیوں کو مطلقاً کافر نہیں سمجھتا۔ اس لئے ان کو اپنا بیان دوہرانے کے لئے امرتسر کی عدالت میں آنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

(۲) یہ کہ جب اس مقدمہ میں چار گواہوں نے واضح طور پر کہہ دیا کہ مرزائی کافر ہیں پھر اچانک مولانا ثناء اللہ امرتسری تین روپے معاوضہ لے کر گواہی دینے کے لئے تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے بیان میں ان چاروں گواہوں کے موقف کو رَدّ کر دیا اور فرمایا کہ ظاہر میں تو مرزائی مردم شماری میں مسلمان ہیں کیوں کہ وہ کلمہ گو ہیں اور آخرت کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔

اگر اللہ کے سپرد ہی سب کچھ کرنا تھا تو مولانا ثناء اللہ امرتسری مولوی یا مفتی کیوں بن گئے۔ جب کہ مولوی اور مفتی ہی دنیا میں کسی کو کافر یا مسلمان قرار دے کر اس کے آخرت کے معاملے کا بھی فیصلہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہی کسی شخص کا عقیدہ آخرت کی جزاء وسزا کی بنیاد بنتا ہے۔ اب جب کہ دنیا کے معاملہ میں مولانا امرتسری کے نزدیک مرزائی مسلمان ہیں تو آخرت کے معاملہ کو اللہ پر کیوں چھوڑا گیا؟۔

مرزائیوں سے رقم کی وصولی

جیسا کہ مرزائی وکیل چوہدری ظفر اللہ خان نے اپنی کتاب ''تحدیث نعمت'' میں لکھا ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کو جو عدالت میں گواہی دیتے وقت خرچہ کے طور پر تین روپے دیئے تھے تو اس پر مولانا امرتسری نے انہیں چھنکایا اور مسکرا کر مجھے فرمایا کہ مرزا صاحب سے ہمیں کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہی رہتا ہے۔اس کے متعلق فاتح قادیان بذات خود یوں فرماتے ہیں۔

قادیانی تعلق میں مجھے تین کے عدد سے کیا مناسبت ہے۔لودہانہ کے مباحثہ میں انعام ملا تو تین سو روپیہ۔شہادت پر خرچہ ملا تو تین روپیہ۔اسی طرح گورداس پور کے مقدمہ مولوی کرم دین صاحب بنام مرزا صاحب میں بھی میں گواہ گزارا تو مستغیث کی طرف سے مگر دو دن کا خرچہ تین روپیہ یومیہ مرزائی فریق سے ملا۔باہر نکل کر بعض مرزائیوں نے مذاقیہ اس خرچہ کا ذکر کیا تو میں نے بھی مذاقیہ جواب دیا کہ اتنے سے کیا پیٹ بھرتا ہے۔جب کہ تین سو سے نہ بھرا۔

(اہلحدیث امرتسر، ص۹، ۳۰مارچ ۱۹۱۷ء)

فاتح قادیان کی اس عبارت سے لگتا ہے کہ مرزائیوں سے مقدمہ بازی صرف اس لئے کی جاتی تھی کہ کچھ نہ کچھ ملتا رہے اور پیٹ بھرتا رہے۔فاتح قادیان کی ان ہی وصولیوں کے متعلق غیر مقلدین کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی رقم فرما ہیں:

سہ صدی انعام لینے کی چاٹ تو اس (ثناء اللہ) کے ہم مذہب مرزائیوں نے اس کو لگادی ہے۔

(اشاعۃ السنۃ۔ج ۲۳۔ص ۲۲۰)

قادیانیوں کے ساتھ مشترکہ کام میں شرکت

غیر مقلدین کے فاتح قادیان کو مرزائیوں کے ساتھ مل کر اشاعتِ اسلام کا بڑا شوق تھا۔اس سلسلے میں ہم مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہلحدیث سے ایک مضمون پیش کرتے ہیں۔

اہل حدیث کے ناظرین اور میری تقریروں کے سامعین خوب جانتے ہیں کہ میں اس اصول کا سختی سے پابند ہوں کہ میرا کوئی کیسا ہی مخالف ہو مشترک کام میں میں نے اس سے کسی مخالفت کا اظہار نہیں کیا بلکہ ہونے بھی نہیں دیا۔مگر چونکہ ملک کا خصوصاً مسلمانوں کا مذاق اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ مخالف سے ہم کبھی شریک کار نہیں ہو سکتے۔جب تک ہمارے جملہ امور میں اتفاق نہ ہو۔اس لیے خواجہ کمال الدین صاحب اور میرا کسی جلسہ میں دوش بدوش بیٹھ کر مشترک کام کرنا ایک عجیب قابل

ذکر نظارہ سمجھا گیا۔ حالانکہ اسلام کا ادنیٰ کرشمہ ہے قرآن شریف کھلے کھلے اور صاف صاف لفظوں میں ہدایت کرتا ہے۔ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (نیکی اور پرہیزگاری کے کام پر متفق ہو جایا کرو۔ یہی ارشاد میرے نصب العین رہتا ہے۔

کشمیری میگزین لکھتا ہے: ''مولوی ثناء اللہ اور خواجہ کمال الدین ایک پلیٹ فارم پر''

ابو الوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث بلکہ اپنی جماعت کے آرگن اہل حدیث کے ایڈیٹر اور لیڈر ہیں۔ ادھر یہی درجہ و مرتبہ احمدی جماعت خصوصا لاہوری پارٹی میں خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر کو حاصل ہے۔ دونوں کے مذہبی عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور اس قدر شدت اور کثرت سے کہ کبھی ان کے مل بیٹھنے کی توقع ہی نہیں ہوسکتی۔ مگر یہ طاقت اور یہ اثر اسلام ہی میں ہے کہ باوجود ان اختلافات کے جب خالص اسلامی معاملہ پیش نظر ہوتا ہے تو فروعات کو طاق پر رکھ دیا جاتا ہے چنانچہ یکم مارچ کے انجمن اسلامیہ مچھلی شہر (ضلع جونپور) کے جلسہ میں ایک ہی پلیٹ فارم پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے اسلامی حقائق اور اسلامی توحید اور اشاعت اسلام پر اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اسی طرح یہ دونوں حضرات کشمیری انجمنوں میں (کشمیری الاصل ہونے کی وجہ سے) بھی دوش بدوش اپنے خیالات ظاہر کرتے رہے ہیں۔ لیکن جہاں اسلامی خدمات کی ضرورت ہوگی وہاں دونوں کو بلکہ تمام سمجھ دار مسلمانوں کو اپنے ذاتی عقائد و خیالات کو الگ تہہ کر کے رکھنا پڑے گا۔ جیسا کہ آج تک ہو رہا ہے اور آئندہ ہوتا رہے گا۔ پھر وہ لوگ کس قدر نادان ہیں جو کشمیری کانفرنس یا اہلحدیث کانفرنس وغیرہ کے خلاف ہیں۔ (کشمیری لاہور ۲۱ مارچ ۱۹۱۵ء)

اہلحدیث: خواجہ کمال الدین صاحب سے تو ہمارے بہت پرانے مراسم ہیں اور وہ ایک حد تک معقول آدمی ہیں۔ عرصہ ہوا آریہ اخبار مسافر آگرہ نے قادیانی پارٹی کو لکھا تھا کہ تم اسلام کی حمایت میں بولتے ہو۔ پہلے تم مسلمانوں سے تو چھوٹ لو۔ پھر ہم سے مخاطب ہونا۔ اس کے بغیر تمہارا منہ نہیں کہ ہم آریوں سے الجھو۔ تو اس وقت میں نے یہ جواب دیا تھا کہ تمہارا (آریوں کا) یہ حق نہیں۔ سنو! اسلام کی تائید کرتے وقت اہلحدیث جیسا مخالف قادیانی جھنڈے کے نیچے کام کرنے کو تیار ہے۔ جس پر ''الحکم'' نے بڑی شادمانی کا اظہار کیا تھا۔

میرے خیال میں ملک کو خصوصاً مسلمانوں کو ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جس کی غرض ہی یہ ہو کہ مشترک کاموں میں مل کر کام کیسے کیا جاتا ہے۔ آہ یہ سب خرابیاں علم منطق نہ جاننے سے پیدا ہوتی

ہیں۔اہل حدیث کانفرنس کے گزشتہ جلسہ علی گڑھ میں میں نے بالتفصیل بیان کیا تھا کہ اہل منطق نوع کے درجے میں تو دوسری نوع کو الگ کہتے ہیں لیکن جنسیت کے درجے میں سب کو ایک جانتے ہیں جنس قریب میں بھی جو تمیز رہتی ہے وہ جنس بعید میں نہیں رہتی۔اسی لیے ہر طبقہ اپنے اپنے خواص میں ممتاز رہے۔مگر جونہی اسلام کی عزت کا ذکر آوے تو وہاں مولانا جامی مرحوم کا شعر سامنے رہنا چاہئے۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

مچھلی شہر میں خواجہ صاحب سے ہماری خوب بنی۔مگر ایک بات میں خواجہ صاحب کی شکایت بھی سنی گئی۔جس کی بابت میں بطور اظہار امر واقع کے کہتا ہوں کہ ہماری پارٹی کا غلبہ نہ ہوتا تو مولانا پارٹی بہت کچھ آپے سے نکل جاتی۔خواجہ صاحب نے اثناء تقریر میں مَا یَنفَعُ النَّاسَ فَیَمکُثُ فِی الاَرضِ کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا کہ جو شخص نَافِعُ النَّاس ہوتا ہے اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔مرزا صاحب نے کتنی لمبی عمر پائی۔مولوی نور الدین صاحب نے لمبی عمر پائی۔پھر بطور وزن شعر سر سید اور نواب محسن الملک کی عمر کا ذکر بھی کیا۔اتنے ہی میں علمائے کرام نے سمجھا کہ خواجہ صاحب مرزا صاحب کی شخصیت کا ذکر کر کے موضوع جلسہ سے نکل رہے ہیں۔جھٹ سے مولوی ابو بکر صاحب جونپوری نے آواز دی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی عمر پائی۔مولوی صاحب کا یہ کہنا دراصل مرزا صاحب کے اس الٰہی فیصلہ کی طرف اشارہ تھا جو مرزا صاحب نے پندرہ اپریل ۷ء عیسوی کو شائع کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ یہ ہوگا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا۔خواجہ صاحب اس پر متنبہ ہوئے اور سنبھل کر بولے کہ ہاں مولوی صاحب بھی بہت عمر پاویں گے۔

میری غرض اس واقع کے اظہار سے یہ ہے کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے اس مضمون کو ایسی سمجھی ہوئی ہے کہ مشترک کام میں بھولے سے بھی مخصوصات کا ذکر نہیں کرتی۔ورنہ مچھلی شہر میں خواجہ صاحب ایک تھے اور ہم متعدد۔مولوی ابراہیم، غازی محمود، مولوی نور محمد، مولوی ابو بکر وغیرہ۔لیکن ہماری طرف سے اثناء تقریر میں کوئی لفظ ایسا نہ نکلا ہوگا جس میں قادیانی مشن پر اشارتاً بھی حملہ ہو۔(اہلحدیث امرتسر ۲۔اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۳۳ھ ص ۴،۵)

یہاں پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اس پورے مضمون خصوصاً خط کشیدہ الفاظ کو پڑھ کر یہ بات سامنے واضح طور پر آ جاتی ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ اسلام کے نام پر مولانا ثناء اللہ امرتسری اور ان کے باقی وہ رفقاء جو اہلحدیث کہلاتے ہیں کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔کیونکہ یہ حضرات اپنے

عقیدے کے مطابق قادیانیوں کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ شمار کرتے ہیں۔

قادیانیوں کی اشاعت اسلام کی حمایت

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنا رسالہ اہل حدیث خواجہ کمال الدین لاہوری مرزائی کی مدح سرائی کے لیے وقف کر دیا تھا۔خواجہ کمال الدین جب انگلستان گئے تو انہوں نے اسلام کے نام پر مرزائیت کی بنیاد ڈالی۔تو اس کی مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بڑے زور وشور سے تائید کی۔اس کی جھلک ملاحظہ کریں۔

اہل حدیث کے ناظرین جانتے ہوں گے کہ خواجہ کمال الدین صاحب جو انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کر آئے ہیں باوجود مخالفت مذہبی کے اہل حدیث میں ان کے مشن کی ہمیشہ تائید ہوتی رہی۔کیونکہ ہم نے اسلام کا خلاصہ جو سمجھا ہے وہ یہ ہے وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا جب بولو عدل سے بولو۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۶، اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۳۰ جمادی الاوّل ۱۳۳۳ھ ص ۴)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

مرزائی جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب ایک خاص شخصیت رکھتے ہیں .... خواجہ صاحب کی لیکچراری سے بڑھ کر ان کی وہ خدمات ہیں جو انہوں نے ولایت میں اشاعت اسلام کے متعلق کی ہیں جس کا ہم کو بھی بحیثیت پنجابی ہونے کے فخر کرنا چاہئے۔(اخبار اہلحدیث ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء ص ۲)

مزید سنئے:

خواجہ کمال الدین کے متعلق مولانا امرتسری فرماتے ہیں:

خواجہ کمال الدین صاحب جو لاہور کے ایک وکیل ہیں اور مذہب میں مرزا قادیانی کے مرید ہیں۔انہوں نے انگلستان میں اشاعت اسلام کا سلسلہ اٹھایا جس میں ان کو کامیابی ہوئی اور ہوگی۔انشاء اللہ۔

مدت سے یہ امر مسلمانوں کے زیر غور تھا۔عام طور پر علماء تو بوجہ انگریزی نہ جاننے کے اس کام کے اہل ہی نہ تھے۔دوسرا درجہ یہ گریجویٹ تھے سو ان کو شوق نہ تھا۔خدا کو جو کام کرانا منظور تھا تو جو اس کام کا اہل تھا اسے اس نے منتخب کیا۔جس کی بابت حق تو یہ ہے کہ ہمیں خواجہ صاحب سے رشک ہے کہ ہم اس نعمت سے محروم رہے مگر اس قدرتی تقسیم کی اب اگر کچھ تلافی ہے تو یہی کہ ہم ان کے کام میں ہاتھ بٹاویں۔جیسا حدیث شریف میں آیا ہے مجاہد کو تیر بنا کر دینے والا اور پکڑانے والا بلکہ اس کے گھر میں بال بچوں کی خبر گیری کرنے والا بھی ثواب میں شریک ہے۔(ہفت روزہ اخبار اہلحدیث ،امرتسر ص ۲،۳۔یکم دسمبر ۱۹۱۶ء)

غور فرمائیں کہ غیر مقلّدین کے فاتح قادیان مرزائیوں کی اشاعت اسلام میں امداد کرنے میں کتنے بے چین ہیں۔سوچنے والی بات یہ ہے کہ مرزائی مبلغین لوگوں کے سامنے کون سا اسلام پیش کرتے ہوں گے۔ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانیوں کے نزدیک مسیح موعود تھا۔

کوئی اعتراض نہیں

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو قادیانیوں کے اس نظریے پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو مثل انبیاء سابقین کے جانتے ہیں۔اس سلسلے میں قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' نے ایک مضمون لکھا تھا۔اس پر مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اہل حدیث: اچھا ہوا آپ کا مذہب خود آپ کے قلم سے ناظرین اہلحدیث تک پہنچا کہ آپ مرزا صاحب کو مثل انبیاء سابقین کے جانتے ہیں۔اس لیے علماء کرام تو جو چاہیں اس پر اعتراض کریں ہمارا اعتراض نہیں۔(اخبار اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء ص ۹)

الفضل قادیان ایک اسلامی آرگن

یہ الفاظ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ہیں۔

۱۹۱۴ء میں جب ترکی میں خلافت ختم ہوئی تو اس وقت قادیانیوں کے اخبار ''الفضل قادیان'' نے اس پر خوشی کا اظہار کیا تو مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار میں یوں اظہار خیال فرمایا۔ ''الفضل قادیان'' کے چند پرچے ہماری نظر سے گزرے جن میں اس معزز ہم عصر نے موجودہ جنگ کا ذکر کرتے ہوئے ترکوں کے افعال و اعمال پر صاحب زادہ بشیر الدین محمود اور ان کے پدر عالی مقدار کی الہامی زبان سے نقطہ چینی کی ہے۔ہم عصر مذکور کا جو دعوی اسلامی ہمدردی کا ہے اس سے پبلک ناواقف نہیں ہے۔قادیانی فرقوں کے جو مخصوص عقائد ظاہر کئے جاتے ہیں ان کی نسبت اعتراض کرنے کا نہ موقع ہے اور نہ ہمارے دائرہ بحث میں یہ بات داخل ہے۔ لیکن ایک اسلامی آرگن کو باوجود اپنے مخصوص خیالات رکھنے کے یہ امر بھی مدنظر رہنا چاہیئے کہ طریقہ بیان تہذیب سے دور نہ ہو اور اس کا طرز تحریر کہیں قلوب کو تکلیف دینے والا نہ ہو۔(اخبار اہلحدیث ۱۱ دسمبر ۱۹۱۴ء ص ۱۱)

جاری ہے



بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں ابو سلمہ ؓ کی اولاد پر مال خرچ کروں حالانکہ وہ میری بھی اولاد ہیں تو مجھے ثواب ملے گا؟'' حضور ؐ نے فرمایا: ''ان پر خرچ کر' تو ان پر جو خرچ کرے گی تجھے اس کا ثواب ملے گا۔'' [متفق علیہ: رواہ البخاری (۱۴۶۷) ومسلم (۱۰۰۱) واحمد (۲۵۹۷۰)]

شرح حدیث:

حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ ؓ حضور ﷺ سے پہلے حضرت ابو سلمہ ؓ کی بیوی تھیں اور حضرت ابو سلمہ سے ان کی اولاد بھی ہوئی جن کے نام یہ ہیں: عمرو' محمد' زینب اور درّہ۔ حدیث میں اس بات کی تصریح موجود نہیں کہ جو مال حضرت ام سلمہ بچوں پر خرچ کر رہی تھیں وہ زکوٰۃ کا تھا لہٰذا یتیموں پر خرچ کرنے کا حصول حدیث کی قدر مشترک ہے۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے گھر میں میری ملکیت میں وہی چیز ہے جو حضرت زبیر ؓ نے عطا کی ہے کیا میں اس میں سے کچھ خرچ کرسکتی ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں تو رزق کو خیرات کرنے سے نہ روک ورنہ تیرا رزق بھی روکا جائے گا اور ایک جگہ فرمایا: تو گن گن کر نہ دے ورنہ تجھے اجر وثواب بھی گن گن کر دیا جائے گا۔'' [متفق علیہ:

شرح حدیث:

حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں:

''مذکورہ حدیث میں صدقہ کرنے میں کمی کے خوف سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ برکت کو ختم کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ کرنے پر بغیر حساب کتاب ثواب دیتے ہیں اور جس چیز کے ساتھ جزا و بدلہ کے وقت حساب نہیں کیا جاتا تو عطا کے وقت بھی حساب نہیں

کرنا چاہیے اور جو شخص اس بات کی چاہت رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے وہاں سے عطا کریں جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا تو اس کو چاہیے کہ خرچ کرے اور حساب نہ کرے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حدیث میں جس چیز کی نہی وارد ہوئی ہے وہ مال کا جمع کر کے روک لینا اور اسے خرچ نہ کرنا ہے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ برکت ختم کر دیتے ہیں، رزق کے فائدوں کو روک لیتے ہیں یا آخرت میں اس کا محاسبہ کرتے ہیں۔''

حضرت ابوامامہ باھلیؓ فرماتے: ''ہم ایک دن مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھے، ہم نے ایک آدمی کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے ملاقات کی اجازت حاصل کرے۔ (انہوں نے اجازت دی) لہٰذا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے فرمایا: ''ایک مرتبہ کوئی مانگنے والا میرے پاس آیا اس حال میں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے، میں نے اس کو کوئی چیز دینے کا حکم دیا پھر اسے بلایا اور اس چیز کو دیکھا (میرے اس عمل کو دیکھ کر) حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تو چاہتی ہے کہ تجھے ہر اس چیز کا علم ہو تو جو تیرے گھر میں داخل ہو یا باہر جائے۔'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں'' حضورؐ نے فرمایا: اے عائشہ! ایسا نہ کر، اگر تو حساب کر کے خرچ کرے گی تو اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر بدلہ دے گا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا سچا ایمان ہے۔ ☆ اپنے دل کی نگرانی ہر قسم کے اندیشہ غیر سے رکھ۔
☆ ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں خدا پر اعتماد نہیں ہے اور شک میں پڑ گئے ہیں ایسے دلوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ ☆ اپنے قوائی اور حواس کو حق کیساتھ اور ٹھیک طریقے پر استعمال کرو گے تو اونچے خاندانی ہونے سے زیادہ عزت حاصل کرو گے۔

☆ جو مخلوق سے الفت رکھے اس کے دل میں محبت الہیہ کا گزر نہیں ہو سکتا گویا وہ محبت الٰہی کو سمجھتا ہی نہیں۔

☆ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت فرشتوں کے برابر کرے تو اللہ تعالیٰ سے قبول نہ کرے گا جب تک کہ انسان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ ہو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقرر کی ہے یعنی خواہش اس سے فارغ اور بے خوف ہو تا کہ عبادت میں مخل نہ ہو۔



بچوں کے صفحات

نبی کریم ﷺ کی خوش مزاجی

ہمارے پیارے رسول پاک ﷺ ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے۔آپ ﷺ کبھی کبھی لوگوں سے ہنسی مذاق کر لیتے تھے،لیکن ہنسی مذاق بھی بہت پاکیزہ اور پیارا ہوتا تھا۔ایک بار ایک نابینا شخص آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! کیا میں جنت میں داخل ہو سکوں گا؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:''نہیں بھائی،کوئی اندھا جنت میں نہ جائے گا۔''

وہ نابینا رونے لگا۔آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:''بھائی کوئی اندھا،اندھا ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ سب کی آنکھیں روشن ہوں گی۔''یہ سن کر وہ خوش ہو گیا۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھی صحابیہ رضی اللہ عنہا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے درخواست کہ میرے لئے جنت کی دعا کریں۔آپؐ نے فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی۔''

وہ رونے لگیں،آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

''بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی،مگر جوان ہو کر جائیں گی۔''اس پر وہ خوش ہو گئیں۔

تین سوال

ایک کافر نے ایک بزرگ سے کہا:

''اگر تم میرے تین سوالوں کا جواب دے دو تو میں مسلمان ہو جاؤں گا''۔

۱۔ جب ہر کام اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے تو تم لوگ انسان کو کیوں ذمہ دار ٹھہراتے ہو؟

۲۔ جب شیطان آگ کا بنا ہوا ہے تو اُس پر دوزخ کی آگ کس طرح اثر کریگی؟

۳۔ جب تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نظر نہیں آتا تو تم اُسے کیوں مانتے ہو؟

بزرگ نے اس کے جواب میں پاس پڑا ہوا مٹی کا ڈھیلا اٹھا کر اس کو دے مارا، کافر کو بہت غصہ آیا اور اس نے قاضی کی عدالت میں بزرگ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ قاضی نے بزرگ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے کافر کے سوالوں کے جواب میں اسے مٹی کا ڈھیلا کیوں مارا؟

بزرگ نے کہا یہ اس کے تینوں سوالوں کا جواب ہے۔

قاضی نے کہا: وہ کیسے......؟

بزرگ نے کہا اس کے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے یہ ڈھیلا اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی سے مارا ہے تو پھر یہ اس کا ذمہ دار مجھے کیوں ٹھہراتا ہے؟

اس کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ انسان تو مٹی کا بنا ہوا ہے پھر اس پر مٹی کے ڈھیلے کا کس طرح اثر کیا......؟

اس کے تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب اسے درد نظر نہیں آتا تو اسے محسوس کیوں ہوتا ہے......؟

اپنے سوالوں کے یہ جواب سن کر کافر فوراً مسلمان ہو گیا۔

فائدہ: دوستو......! کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایسی مدد اللہ تبارک وتعالیٰ کن لوگوں کی کرتے ہیں؟ جی ہاں! ان لوگوں کی جو اپنی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے وقف کر دیں اور ہر کام اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی سے کریں اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بن جائیں۔ تو کیا ہم ایسے نہیں بن سکتے؟ بالکل بن سکتے ہیں، بس چند کام کرنے پڑیں گے۔

۱۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا۔

۲۔ والدین کی خدمت کرنا۔

۳۔ ہمیشہ سچ بولنا۔

۴۔ ہر ایک سے سلام میں پہل کرنا۔

جب ہم یہ کام کریں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندے بن جائیں گے۔

ماہنامہ مِلّیہ
فیصل آباد پاکستان

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ	شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ	رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ	پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

- عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

اس میں وہ سب کچھ جس سے ہر ایک مسلمان کا باخبر رہنا ضروری ہے۔

- بے لاگ تبصروں اور تحقیقاتی تجزیوں سے بھرپور
- نقطہ نظر کا کالم ہر لکھنے والے کے لئے
- آپ کے مسائل اور انکا حل
- طلباء، خواتین اور بچوں کے خصوصی صفحات
- حصہ شعروسخن۔ جس میں حمد ونعت، نظم اور غزل۔
- تذکرۂ اکابر سے مزین تحقیقی مقالہ جات
- **خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دے کر اس صدقۂ جاریہ میں شریک کریں۔**

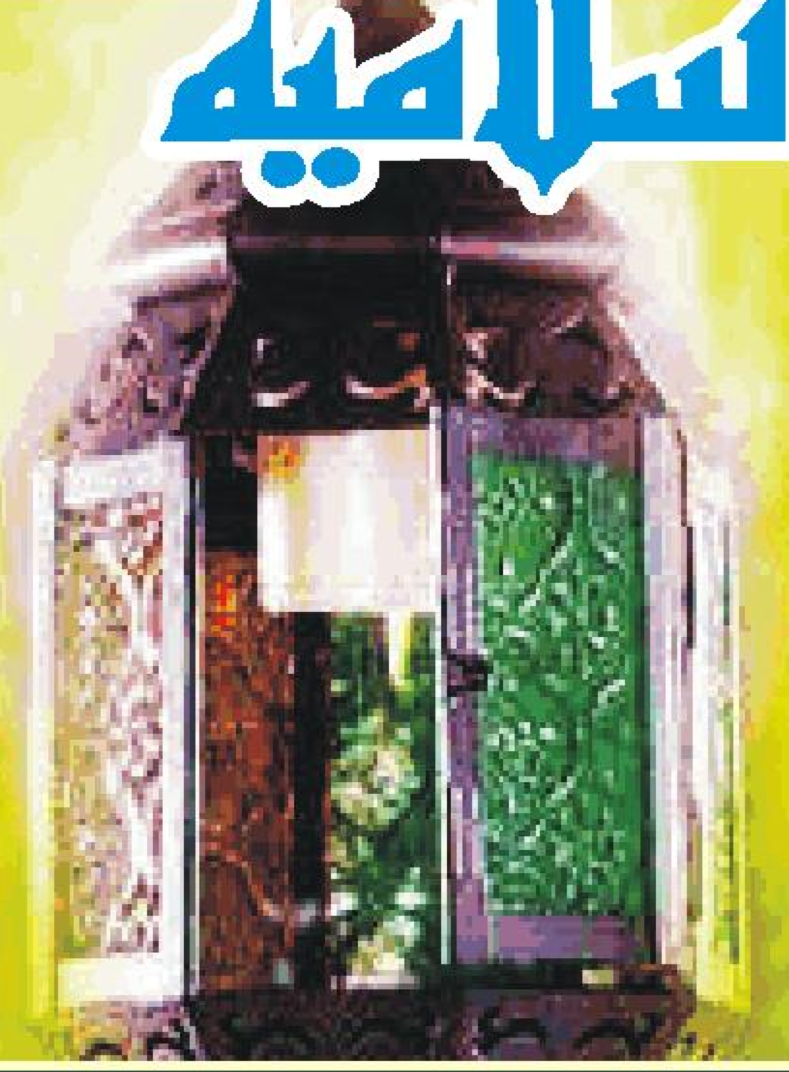
رابطہ کیلئے
ماہنامہ ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ محلہ خالصہ کالج فیصل آباد
فون 041-8711569

www.milliafsd.com

MONTHLY MAGAZINE
Millia
JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16

MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569
E-mail: milliafsd@yahoo.com
Fax # 041-8502213

(المسجلہ)
جامعہ ملیہ اسلامیہ



اعلان داخلہ

۱۴۳۴ھ

برائے طلباء

درجہ کتب

مندرجہ ذیل درجات میں داخلہ جاری ہے

درجہ رابعہ ، درجہ ثالثہ ،
درجہ ثانیہ، درجہ اولیٰ، درجہ متوسطہ

درجہ حفظ اور گردان

برائے طالبات

درجہ کتب

(عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ)

درجہ حفظ اور گردان

جامعہ ملیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد
041-8711569
0300-9657076
0321-6611910